خدا کو کیسے تلاش کروں؟

BILLY GRAHAM

از

بلی گراھم

خدا کو کیسے تلاش کروں؟

از: بلی گراھم

مترجم: وکلف۔ اے۔ سنگھ

ناشرین

ایم - آئی - کے

۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور۔

بار ________ نہم
تعداد ________ ایک ہزار
قیمت ________ ۱۲ روپے

۲۰۰۳ء

اردو ایڈیشن کے جملہ حقوق بحق ناشرین، ایم۔ آئی۔ کے، لاہور محفوظ ہیں۔

مینیجر ایم۔ آئی۔ کے ۳۶ فیروز پور روڈ، لاہور نے مکتبۂ جدید پریس، لاہور
سے چھپوا کر شائع کیا۔

Copyright © 1953 by Billy Graham
Six chapters from PEACE WITH GOD by Billy Graham
Translated and published in Urdu by permission of
Doubleday & Co., Inc., New York.

فہرستِ مضامین

صفحہ	مضمون	باب
۳	خدا	۱۔
۱۷	گُناہ	۲۔
۳۳	کِس طرح اور کہاں سے شروع کریں	۳۔
۴۲	توبہ	۴۔
۵۱	ایمان	۵۔
۶۷	نئی پیدائش	۶۔

پہلا باب

خُدا

"کیا تُو تلاش سے خُدا کو پا سکتا ہے؟" ایوب نبی کی کتاب ۱۱ : ۷

خُدا کون ہے؟ وُہ کس کی مانند ہے؟ ہمیں یہ یقین کیسے ہو سکتا ہے کہ وُہ موجُود ہے؟ وُہ کب سے ہے؟ کیا ہم اُسے جان سکتے ہیں؟

جب ہم اپنے اِردگرد کی کائنات پر نظر کرتے ہیں تو حیران ہو کر ہمارے دِل میں اِسی قسم کے سوالات اُٹھتے ہیں۔

ہمارا سامنا ہر روز پیدائش کے معجزے، موت کے بھید، پھُولوں سے لدے پھندے درختوں کے حُسن و جمال، تاروں بھرے آسمان کی شان و شوکت اور پہاڑوں اور سمندر کی عظمت سے ہوتا ہے۔ یہ سب کس نے پیدا کئے؟ قانونِ ثقل کا خالق کون ہے جس کی بدولت ہر شے اپنی جگہ قائم رہتی ہے؟ رات اور دِن، اور سلسلۂ موسمیات کس کے حُکم سے وجُود میں آئے؟

اِن کا صرف ایک ہی جواب مُمکن ہے کہ یہ اور باقی تمام اشیاء ایک نہایت بزرگ و برتر خالق کی کارگیری ہیں۔ جس طرح ہمارے ہاتھ کی گھڑی کا کوئی مُوجد ہے، اُسی طرح ہماری کائنات کا بھی کوئی مُوجد ہے۔ ہم اُسے خُدائے قادر کہتے ہیں۔ اُس کے نام سے تمام نسلِ انسانی آشنا ہے۔ ہم بچپن سے ہی اُس کا نام لینے لگتے ہیں۔ بائبل مقدس فرماتی ہے کہ جس خُدا کے مُتعلق ہم باتیں کرتے ہیں، جس خُدا کی ہم حمد و ثنا گاتے ہیں اور جو تمام برکات کا سرچشمہ ہے، وُہی خُدا ہے جس نے یہ دُنیا تخلیق کی ہے اور جس نے ہمیں اُس میں رکھا ہے۔

لیکن وُہ کون ہے اور کہاں ہے؟ ہم سب اُس کا نام جانتے ہیں کیونکہ ہم اپنی مشکلات اور آزمائشوں میں اُسے پکارتے ہیں۔ بعض ہر لمحہ اُس کے خیال کو اپنے دِل و دماغ میں بسائے رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اُس پر ایمان نہیں رکھتے کیونکہ اُس کا کوئی وجُود نہیں ہے۔ چند ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ "ہمیں اُس کی بابت بتاؤ، شاید ہم اُسے مان جائیں"۔

اگر آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جو برسوں سے اُس کے بارے میں سُنتے اور باتیں کرتے آئے ہیں لیکن ساتھ ساتھ اِس انتظار میں بھی رہے ہوں کہ کوئی آپ کو اُس برتر الٰہی ذات سے رُوشناس کرائے تاکہ اُس پر ایمان لاسکیں تو آئیے سُنئے کہ بائبل مُقدّس اِس کے مُتعلق کیا بیان کرتی ہے۔

دُنیا کی تاریخ کے اِس نازک مرحلے پر، ہر شخص کو اِس سوال کا جواب تلاش کرنا چاہئے کہ وُہ الٰہی ذات کیسی ہے؟ وُہ کون ہے اور وُہ کیا کچھ کرنے کے قابل ہے؟

ہمارے تمام مسائل اور مُشکلات کی واحد جڑ ہماری اُس ذاتِ الٰہی سے لاعلمی اور اُس کے حکموں سے رُوگردانی ہے۔ یہ اُس قادر خُدا کی منشا کو نہ سمجھنا ہی ہے جو دُنیا میں ابتری کا سبب بنا ہُوا ہے۔ یہ اِنسان کی خُدائے قادر کے بارے میں سیکھنے اور اُس کے احکام کی فرمانبرداری سے گردن کشی ہی ہے جس نے ہماری رُوحوں پر بھاری بوجھ ڈالا ہُوا ہے۔ پس آئیے ہم جو کچھ اُس ذاتِ برحق کے بارے میں سیکھ سکتے ہیں سیکھیں۔

ہم اُس کے بارے میں علم کہاں سے حاصل کرسکتے ہیں؟ ہم میں سے کون اُس کی حقیقت کو بیان کرسکتا ہے؟ کیا ہم سب محدُود عقل مخلوق نہیں ہیں؟ کیا اُس قادرِ تے اِس زمین پر کسی کو مقرر کیا ہے کہ وُہ اُس کے بارے میں قطعی طور پر بیان کرسکے؟ نہیں۔ ہاں آج سے دو ہزار سال پیشتر ایک ایسا شخص تھا جو وثُوق

سے عوام پر ذاتِ الٰہی کا بھید کھولتا رہا۔ لیکن ہم نے اُسے مصلوب کر دیا۔ پس اب ہم اُس قادر خُدا کے بارے میں کہاں سے معلُوم کر سکتے ہیں ؟

اگر ہم عُلماء سے دریافت کریں تو ممکن ہے کہ وُہ ہمیں بتائیں کہ اُس کا عکس موجُودات میں نظر آتا ہے، تمام جاندار خُدا کے ساتھ ایک ہیں اور ہر زندگی سے اُس کی الٰہی ذات کا اظہار ہوتا ہے۔ شاید وُہ آپ کو بتائیں کہ آپ پانی کے خفیف ترین قطرہ سے لے کر آسمان کی عظیم قوس میں اُسے دیکھ سکتے ہیں۔

اگر آپ کسی فلاسفر سے دریافت کریں تو وُہ آپ کو بتائے گا کہ وُہ عظیم خُدا تمام تخلیق کے پسِ پُشت اصل اور غیر مُتغیر "قوّت" ہے۔ یہی عظیم طاقت تمام دُنیا کو حرکت میں رکھتی ہے، جس کی نہ تو ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ زندگی کی تمام گہما گہمی اور خوبصُورتی اُسی اٹل قوّت کا اظہار ہے۔

اگر آپ مزید دریافت کریں گے تو آپ کو شاید بتایا جائے گا کہ وُہ واجب الوجُود خُود ہی سب میں سب کچھ ہے، اور کوئی شخص بھی اِس سے زیادہ اُس کے متعلّق نہیں جان سکتا۔ اُس برتر خُدا کی بہت سی مختلف تعریفیں بیان کی جاتی ہیں۔

ہر مُلک، ہر نسل، ہر خاندان اور ہر شخص نے اُس عظیم الٰہی ذات کو جو کائنات کے پسِ پشت مخفی ہے معلُوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر زمانہ کے لوگوں نے اُس خالقِ کُل کو جس کے کاموں کو تو وہ دیکھتے تھے لیکن جسے وُہ جانتے نہیں تھے معلُوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ اُن میں سے اُس ذاتِ خداوندی کی کونسی تعریف درُست ہے ؟ ان متعدد نظریات میں سے کسے قبول کرنا چاہئے ؟ اِن خود ساختہ راہنماؤں میں سے کس کی مانیں ؟

خُدائے عظیم نے اپنا اظہار اُس کتاب میں کیا ہے جسے ہم بائبلِ مُقدّس کہتے ہیں۔ اگر ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اُس میں خُدا کی ذات کا انکشاف ہے تو

پھر ہمارے ذہن کو کامل تسلّی مل سکتی ہے اور ہمارے دل اطمینان سے معمور ہو سکتے ہیں۔ ہم یہ یقین رکھ سکتے ہیں کہ ہمارے پاس درست جواب ہے اور کہ ہم اُس راہ پر گامزن ہیں جس پر چلتے ہوئے ہم خُدائے قادر کی حقیقی ذات کو سمجھ سکتے اور معلوم کر سکتے ہیں۔

اُس عظیم خُدا نے بائبل مُقدّس میں اپنا اظہار سینکڑوں طریقوں سے کیا ہے۔ اگر ہم اِس کا مطالعہ اِسی طرح متواتر کریں جس طرح ہم اخبار کا کرتے ہیں تو ہم خُدا کے بارے میں ویسے ہی باخبر ہو جائیں گے جیسے کہ ہم اپنے کرکٹ کے چہیتے کھلاڑی کے متعلّق معلُومات رکھتے ہیں۔

جس طرح تراشے ہُوئے ہیرے کے مختلف پہلو ہوتے ہیں، اُسی طرح خُدا کے اپنے اظہار کے بے شمار پہلو ہیں جنہیں بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ بخوفِ طوالت ہم یہاں صرف چار۴ پہلو بیان کرنے پر اِکتفا کریں گے جو سب سے نمایاں ہیں اور جنہیں ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔

پہلا: بائبل مقدّس بیان کرتی ہے کہ خدا تعالےٰ "رُوح" ہے۔ ربنّا المسیح نے سُوخار کے کنوئیں پر ایک سامری عورت سے باتیں کرتے ہُوئے صاف صاف فرمایا کہ "خُدا رُوح ہے" (انجیلِ جلیل یوحنّا ۴: ۲۴)۔ لیکن جب آپ لفظ "رُوح" سُنتے ہیں تو آپ اِس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ آپ کے ذہن میں اس کی کِس قسم کی تصویر اُبھرتی ہے؟ کیا اِس سے آپ کے دل میں ایسا ڈر پیدا ہوتا ہے گویا آپ کسی قبرستان یا اندھیری رات میں چل پھر رہے ہیں؟ کیا آپ کے خیال میں رُوح بے شکل شے ہے؟ کیا حضور المسیح کا یہی مطلب تھا جب آپ نے کہا کہ "خُدا رُوح ہے"؟

یہ جاننے کے لئے کہ جب ربنّا المسیح نے "رُوح" کے لفظ کو استعمال کیا تو

اُس کا کیا مطلب تھا، ہمیں پھر بائبل مقدّس سے رجوع کرنا پڑے گا۔ آپ نے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد فرمایا "مجھے چھُوکر دیکھو کیونکہ رُوح کے گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی جیسا مجھ میں دیکھتے ہو" (انجیلِ مقدّسہ لُوقا ۲۴: ۳۹)۔ پس ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ رُوح کا جسم نہیں ہوتا۔ یہ جسم کی عین ضِد ہے، لیکن اس کے باوجود بھی یہ ایک حقیقی ہستی ہے اور قوّت رکھتی ہے۔ ہمارے لئے اسے اپنی محدُود عقل سے سمجھنا مشکل ہے۔

اِنسان نے اپنے آپ کو اُس لامحدُود بصیرت سے جو خُدا اپنی مخلوق کو اوّل اوّل دینا چاہتا تھا محرُوم کر لیا ہے۔ ہم رُوح کے جلال اور عظمت کو سمجھ نہیں سکتے کیونکہ وُہ ہماری سمجھ اور اِدراک سے پرے ہے۔ جب ہم "رُوح" کے متعلّق سُنتے ہیں تو ہم فوراً ہی اُسے اپنے چھوٹے قد کے مُطابق ڈھالنے اور اُسے اپنے محدُود عقل کے دائرے میں سمونے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ ایک شخص کے سامنے جس نے جوہڑ سے بڑا پانی کا ذخیرہ نہ دیکھا ہو سمندر کے مدّوجذر، کرّوفر اور ہیبتناک عظمت کا بیان کرنا۔ ایسا شخص بے حد وسیع سمندر کا اندازہ کیسے لگا سکتا ہے؟ جس نے صرف اُتھلے اور گدلے پانی کا تالاب دیکھا ہے۔ وُہ سمندر کی بے قیاس گہرائی، اُس میں گوناگوں جانداروں کی کثرت، لہروں کے جوش، سمندری طوفان کی ہولناکی، یا پُرسکون سمندر کی خوبصُورتی کا تصوّر کیسے کر سکتا ہے؟ آپ اُسے کیسے یقین دِلا سکتے ہیں کہ اِس قسم کا عجُوبہ واقعی موجُود ہے؟

بعینہٖ ہمارے لئے جو محدُود عقل رکھتے ہیں، حضور المسیح کے اِس فرمان کو کہ "خُدا رُوح ہے" سمجھنا مُشکل ہے۔ آپ ہی اُسے جانتے تھے کیونکہ آپ کا ذہن ہمارے ذہن کی طرح محدُود نہیں تھا۔ آپ کی آنکھیں ہماری طرح زندگی کے چھوٹے جوہڑ پر مُرتکز نہیں تھیں۔ آپ خُدائے برتر کے رُوح کی لامحدُود

وُسعت کو جانتے تھے ۔ آپ کی تشریف آوری کا یہی مقصد تھا کہ ہمیں اُس کے عجیب وغریب کاموں، اُس کی شفقت اور بے بیان اطمینان سے رُوشناس کرائیں۔

ہم جانتے ہیں کہ رُوح ایسی شے نہیں ہے جیسے جسم میں قید کر دیا گیا ہے۔ رُوح، جسم کی طرح نہ تو زوال پذیر ہے اور نہ تغیّر پذیر۔ بائبل مقدّس دعوےٰ کرتی ہے کہ خُدا اِس قِسم کی رُوح ہے جو نہ تو جسم کی قید میں ہے، نہ اُس کی کوئی شکل ہے اور نہ وُہ حدود کی پابند ہے۔ ہم اُسے اُن آنکھوں سے جو صرف مادی اشیاء کو دیکھ سکتی ہیں ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ چونکہ وُہ اِس قِسم کی پابندیوں سے بے نیاز ہے اِس لئے وُہ بیک وقت ہر جگہ حاضر ہو سکتی، سب کچھ سُن سکتی، سب کچھ دیکھ سکتی اور سب کچھ جان سکتی ہے۔

چونکہ ہم سے ایسا نہیں ہو سکتا اس لئے ہم خُدائے لامحدُود کو اپنی طرح محدُود بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم یہ جتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ چونکہ ہم اُس کی طرح سب کام نہیں کر سکتے اور نہ بیک وقت سب جگہ حاضر ہو سکتے ہیں، اِس لئے خُدائے قادر بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ ہماری حالت اُس شخص کی مانند ہے جس نے سمندر کے بارے میں صرف سُن ہی رکھا تھا۔ وُہ ایک دِن سمندر کے کنارے پہنچ گیا اور پانی کے چند قطرے چُلّو میں لے کر خوشی سے چِلّا اُٹھا "آہ! بالآخر سمندر میرا بن گیا۔ سمندر کو مَیں نے اپنے ہاتھوں میں اُٹھا لیا ہے۔ مَیں نے اِس پر قبضہ کر لیا ہے"۔ بے شک، یہ سچ تھا کہ اُس کے پاس سمندر کا کچھ حِصّہ تھا۔ دُنیا کے بے شمار لوگ بھی سمندر کے ہزاروں ساحلوں پر جا کر پانی کے چند قطرے ہاتھوں میں لے سکتے ہیں۔ ہر شخص جتنا چاہے پانی لے سکتا ہے، لیکن اِس کے باوجُود بھی سمندر میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ اُس کی قوّت اور بھرپُوری وُہی رہتی ہے اور اُس کی بے قیاس گہرائیوں میں اور اُس میں جانداروں کی زندگی کے معمُول میں کوئی تبدیلی نہیں آتی، حالانکہ اُس

نے اِن لاکھوں لوگوں کو جو اُس کے مُتعدّد ساحلوں پر ہاتھ پھیلائے کھڑے تھے اُن کی ضرورت کے مطابق پانی دیا۔

یہی حال خُدائے قادر کا بھی ہے۔ وُہ بیک وقت ہر جگہ حاضر ہوتا ہے، لوگوں کی دُعاؤں کو جو حضور المسیح کے نام میں کی جاتی ہیں سُنتا، اجرام فلکی کو اپنی عظیم مُعجزانہ قدرت سے اُن کی جگہ قائم رکھتا، پودوں کو زمین سے اُگاتا اور مچھلیوں کو سمندر میں تیراتا ہے۔ خُدائے تعالیٰ محدُود نہیں اور نہ اُس کی حکمت کی کوئی حد ہے۔ اُس کی قدرت، اُس کی محبّت اور اُس کا رحم بے پایاں ہیں۔

اگر آپ خُدائے لامحدود کو محدود کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اپنی کوشش فوراً ترک کر دیں۔ اُسے یا اُس کے کاموں کو کسی ایک مقام یا ایک خطۂ ارض تک محدُود نہ کریں۔ جب آپ نہ تو سمندر کو محدُود کر سکتے، نہ چاند کے راستے کو تبدیل کر سکتے اور نہ زمین کو اپنے محور پر گردش کرنے سے روک سکتے ہیں تو پھر یہ کتنی نادانی ہوگی کہ خُدائے خالق کو جس نے ان عجائب کو خلق کیا اور جو اِن کو کنٹرول کرتا ہے محدُود کرنے کی کوشش کریں!

مَیں اپنی والدہ محترمہ کا جنہوں نے مجھے بے شمار اچھّی باتیں سکھائیں، ہمیشہ شُکر گزار رہوں گا۔ لیکن میری زندگی میں جو بات سب سے دیرپا برکت لانے کا سبب بنی وُہ یہ ہے کہ دس سال کی عُمر میں مَیں نے اُن سے یہ بات سیکھ لی کہ خُدا رُوح ہے اور کہ وُہ ایک لامحدود، ابدی اور غیر متغیّر ہستی ہے تو اُس بزرگ و برتر خُدا کی یہ تعریف زندگی بھر میرے سامنے رہی ہے۔ جب کوئی اپنے پُورے دل سے یہ یقین رکھتا ہے کہ خُدا لامحدُود، ابدی اور غیر متغیّر رُوح ہے تو وُہ اُس کو محدُود کرنے کی خواہش سے بچ جاتا ہے۔ اِس سے ہمیں خُدا کے بارے میں اُن شکوک پر غالب آنے میں بڑی مدد ملتی ہے جو ہمارے ذہنوں میں سمائے ہوئے ہیں کہ جو کُچھ ہم نہیں کر سکتے خُدا

بھی نہیں کر سکتا۔

بعض لوگ جو بائبل مُقدّس پر شک کرتے ہیں کہ وُہ خُدا کا سچّا کلام نہیں ہے، اُن کے اِس شک کی وجہ یہ ہے کہ وُہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ اُن سے نہیں ہوتا خُدا بھی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ کو بائبل مُقدّس کے الہامی کتاب ہونے میں کچھ شک و شُبہ ہے تو اُس کا دوبارہ مُطالعہ ایسے شخص کو سامنے رکھتے ہوئے کریں جس نے اپنی زندگی میں صرف جوہڑ ہی دیکھے ہوں اور اب پہلی مرتبہ اُسے سمُندر دیکھنے کا موقعہ ملا ہو۔ ممکن ہے کہ اب آپ کو خُدائے قدُوس کی لامحدود قدُرت کی پہلی جھلک نظر آنے لگے۔ شاید اب آپ اُسے ویسا ہی جان لیں جَیسا کہ وُہ ہے۔ کیونکہ اگر وُہ عظیم خُدا رُوح ہے جَیسا کہ حضور مسیح نے فرمایا، تو پھر اُس کی پروردگاری، اُس کی اِنسان کے معاملات میں حاکمیّت، اور اِنسانوں کو جو بائبل مقدّس کو احاطۂ تحریر میں لائے رُوح کی تحریک سے متحرّک کرنا یا اپنا الہام دینا کوئی مسئلہ نہیں رہتا۔ جب آپ پُوری طرح یہ سمجھ لیں گے کہ وُہ بزرگ و برتر خُدا کون ہے تو اِن میں سے کوئی بھی بات خلافِ عقل نظر نہیں آئے گی۔

دُوسرا: بائبل مُقدس یہ اِنکشاف کرتی ہے کہ خُدائے برحق ایک شخصیّت ہے۔ اُس میں مرقُوم ہے کہ "وُہ محبّت کرتا ہے"، "وُہ کلام کرتا ہے" اور "وُہ عمل کرتا ہے"۔ جن باتوں کو ہم کسی شخص سے نسبت دیتے ہیں، انہی باتوں کو خُدائے برحق سے بھی نسبت دی گئی ہے۔ شخص وُہ ہے جو محسُوس کرتا، سوچتا اور خواہش کرتا ہے اَور جس میں شخصیّت کی تمام خصوصیات ہوتی ہیں۔

اِس زمین پر ہم شخصیّت کو جسم سے وابستہ سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا محدُود ذہن اُس شخصیت کا جو گوشت پوست اور ہڈیوں سے بے نیاز ہے، تصوّر نہیں کر سکتا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہماری موجُودہ شخصیّت ابد تک جسم میں مستُور نہیں

رہے گی - ہمیں علم ہے کہ جس لمحہ ہمیں موت آ دبائے گی تو ہماری شخصیت ہمارے جسم کو خیر آباد کہہ دے گی اور اپنی منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو جائے گی - ہم یہ سب کچھ جانتے ہیں، لیکن اس کے باوجود بھی ہمارے لئے یہ حقیقت قبول کرنا مشکل ہے -

اگر ہم یہ جان جائیں کہ شخصیت کو جسم کے ساتھ نسبت دینا ضروری نہیں، تو یہ بہت بڑا مکاشفہ ہو گا - خُدائے لامکان جسم کا پابند نہیں، تو بھی وہ شخصیت ہے - وہ محسوس کرنا، سوچنا، محبت کرنا، مُعاف کرنا اور ہمارے دُکھوں اور مسائل میں ہمدردی کا اظہار کرتا ہے -

تیسرا : بائبل مقدس بیان کرتی ہے کہ خُدا نہ صرف رُوح اور شخصیت ہے بلکہ وہ ایک "پاک اور راستباز ہستی" بھی ہے - بائبل کی پہلی کتاب سے آخری کتاب تک وہ اپنے آپ کو پاک خُدا ظاہر کرتا ہے - وہ مکمل طور پر کامل و اکمل ہے - وہ اتنا پاک ہے کہ گنہگار کے قریب نہیں رہ سکتا اور نہ گُناہ کی زندگی کو برداشت کر سکتا ہے - وہ پاک اور کامل خُدا ہے -

اگر ہم اُس کی کامل راستبازی پہچان لیں تو ہمارے انفرادی اور قومی طرزِ زندگی میں یقیناً انقلاب آجائے گا - اگر ہم ایک مرتبہ بھی اُس بے حد وسیع خلیج کا احساس کر لیں جو بدکار اِنسان کو خُدائے قدُوس کی کامل راستبازی سے جُدا کئے ہوئے ہے تو دُنیا ایک رات میں بدل سکتی ہے - پاک کلام بیان کرتا ہے کہ وہ ایسا نُور ہے جس میں ذرہ بھر تاریکی نہیں - وہ ایسی اعلیٰ ترین ہستی ہے جس میں ایک بھی داغ یا دھبہ نہیں -

یہ ایک ایسی بات ہے جسے گنہگار انسان کے لئے سمجھنا مُشکل ہے - ہم جن کے قصور اور کمزوریاں بڑی واضح ہیں بڑی مُشکل سے خُدا کی کامل پاکیزگی کا اندازہ لگا سکتے

ہیں۔ لیکن اگر ہم بائبل مُقدّس کو سمجھنا اور اُس سے مُستفیض ہونا چاہتے ہیں تو صرف اِس شرط پر کہ ہم اُس کی کامل پاکیزگی کو مانیں۔

پاک نوشتوں میں اُس خلیج کی جو انسان کو خُدائے پاک سے جُدا کئے ہوئے ہے ہر جگہ نشاندہی کی گئی ہے۔ ہم اِسے خیمۂ اجتماع اور ہیکل میں، پاک اور پاک ترین مقام کی تقسیم میں دیکھتے ہیں۔ اِس کا اشارہ اُن مُقررہ قُربانیوں میں بھی ملتا ہے جو ایک گنہگار خُدائے پاک تک رسائی حاصل کرنے کے لئے گزرانتا تھا۔ اِسے اُس خاص کہانت سے بھی ظاہر کیا گیا ہے جو قدوس خُدا اور گنہگار انسان کے درمیان مُصالحت کا کام دیتی تھی۔ پھر احبار کی کتاب میں ناپاکی کے بارے میں قوانین کے ذریعہ اِس پر زور دیا گیا ہے۔ یہ بات بنی اسرائیل کی متعدد عیدوں سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی پاکیزگی اُس کے قوانین کو ترتیب دیتی ہے۔

کلامِ مُقدّس بیان کرتا ہے کہ خُدا کا تخت اِس کی پاکیزگی کی بُنیاد پر قائم ہے۔

خُدا پاک اور آدمی ناپاک ہے، اِسی لئے خُدا اور غیر تائب انسان میں ایک وسیع خلیج پائی جاتی ہے۔ بائبل مقدّس فرماتی ہے کہ ہماری بدکرداری نے ہمیں پاک خُدا سے جُدا کر رکھا ہے۔ یہ دُوری اتنی زیادہ ہے کہ اُس کا چہرہ ہم سے پوشیدہ ہو گیا ہے، اور جب ہم اُسے پکارتے ہیں تو وُہ ہماری نہیں سُنتا۔

خُدا اِتنا پاک ہے کہ وُہ بدی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ گُناہ سے کسی قسم کا سروکار رکھتا ہے۔ اِس سے پیشتر کہ گُناہ نسلِ انسانی میں داخل ہُوا، خُدا اور اِنسان ایک دُوسرے سے رفاقت رکھتے تھے۔ اب وُہ رفاقت ٹُوٹ چُکی ہے۔ اَب صرف حضور یسوع مسیح ہی وُہ واحد ذریعہ ہیں جن کی وساطت سے خُدا اور انسان کے درمیان دوبارہ رفاقت قائم ہو سکتی ہے۔

اِنسان بذاتہٖ گنہگار ہے۔ اُس میں اِتنی قوّت نہیں کہ اپنی حالت کو بدل

سکے اور خُدا کے پاک کانوں تک اپنی ناپاک زبان کی آواز پہنچا سکے۔ اگر خُدا اپنے بے حد رحم میں اِس خلیج کو پاٹنے کے لئے کلمتہ اللہ یعنی حضور المسیح کو نہ بھیجتا تو انسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خُدا سے جُدا رہتا۔

یہ باری تعالیٰ کی پاکیزگی اور قدوسیّت ہی ہے جس کو برقرار رکھنے کے لئے حضور المسیح کو موت کا دُکھ سہنا پڑا۔ اُس کی پاکیزگی کا تقاضا تھا کہ گناہ کی پُوری پُوری سزا دی جائے۔ لیکن اُس کی محبّت نے حضور یسوع مسیح کو یہ سزا اُٹھانے کو بھیجا اور یُوں اُس نے انسان کے لئے نجات مُہیّا کی۔ چونکہ خُدا جس کی ہم پرستش کرتے ہیں پاک، عادل اور راستباز خُدا ہے اِس لئے اُس نے ہمارے لئے ایک مُنجی کو بھیجا تاکہ ہمارے لئے خُدا تک رسائی حاصل کرنا مُمکن ہو جائے۔ لیکن اگر ہم اُس کی مَدد کو قبول نہیں کرتے اور اُس کے قوانین کی تابع فرمانی نہیں کرتے تو پھر جب سزا ہم پر آئے تو اُس سے رحم کی درخواست نہیں کر سکتے۔

یہ چوتھا: "خُدا محبّت ہے" بہت سے لوگ جو بائبل کا مطالعہ نہیں کرتے یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہیں کہ اِس سے کیا مُراد ہے کہ خُدا محبّت ہے (انجیلِ مقدّسہ یوحنا ۴: ۸)۔

جب ہم لفظ "محبت" استعمال کرتے ہیں تو اکثر اوقات ہمیں یہ علم نہیں ہوتا کہ اِس کا مطلب کیا ہے! یہ لفظ ہماری زبان میں اکثر سطحی طور پر ہی استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً جب ہم یہ کہتے ہیں کہ "ہم اپنے پڑوسی سے محبّت رکھتے ہیں" تو اکثر اوقات یہ زبانی جمع خرچ سے زیادہ نہیں ہوتا یا اگر کوئی نوجوان کہے کہ مَیں فلاں لڑکی سے محبت رکھتا ہوں تو عین ممکن ہے کہ محبّت کی بجائے وہ اُس سے صرف اپنی نفسانی خواہش پُوری کروانا چاہتا ہو۔ پس اِس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ جب بائبل یہ فرماتی ہے کہ "خُدا محبّت ہے" تو ہم اِس کا مطلب کیوں نہیں سمجھتے! آپ کبھی بھی یہ تصوّر کرنے کی غلطی نہ کر بیٹھیں کہ چونکہ خُدا محبّت ہے اِس

لئے ہم جو چاہیں کرتے پھریں خیر صلاّ ہے۔ سزا کسی کو نہیں ملے گی یہ فریب ہی فریب ہے۔ خُدا کی پاکیزگی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر گناہ کی سزا دی جائے لیکن ساتھ ہی اُس کی محبّت نے گنہ گار انسان کی مخلصی کے لئے بھی راہ مہیّا کی ہے۔ خُدا کی محبّت نے حضور یسوع مسیح کی صلیب مہیّا کی جس کے ذریعہ انسان اپنی غلاظت سے دُھل کر مُعافی حاصل کر سکتا ہے۔ یہ خُدا کی محبّت ہی تھی جس نے آپ کو صلیب اُٹھانے کے لئے بھیجا۔

خُدا کی عظیم محبّت پر کبھی شک نہ کریں، کیونکہ جس طرح اُس کی پاکیزگی لاتبدیل ہے اُسی طرح اُس کی محبّت بھی ہے۔ خواہ آپ کے گناہ کتنے ہی سیاہ کیوں نہ ہوں، خُدا آپ سے محبّت رکھتا ہے۔ اگر خُدا کی محبّت نہ ہوتی تو ہم میں سے کسی کو بھی آئندہ زندگی کا موقع نہ ملتا۔ لیکن خُدا محبّت ہے اور اُس کی محبّت ابدی ہے۔ "خدا اپنی محبّت کی خُوبی ہم پر یُوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مُوا" (انجیل مُقدّسہ رومیوں ۵ : ۸)۔

خُدا کی محبّت اور مُعافی کے وعدے یقینی ہیں۔ لیکن جس طرح سمندر کو صرف بیان کرنے سے اُس کی تمام خوبصورتی کو نہیں سمجھا جا سکتا تاوقتیکہ انسان اُسے خُود نہیں دیکھتا، اُسی طرح خُدا کی محبّت ہے۔ جب تک آپ اُسے مسیح پر مُنحصر قبول نہیں کرتے، آپ کو اُس کا تجربہ نہیں ہوتا اور آپ کی اُس کے ساتھ حقیقی صُلح نہیں ہوتی تب تک آپ محض اُس کی خوبیوں کا بیان سُننے سے اُس کی حقیقت کو معلُوم نہیں کر سکتے۔ یہ کوئی ایسی شے نہیں ہے جسے آپ عقل سے سمجھ سکیں۔ آپ کی محدُود عقل خُدا کی محبّت کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کو یہ سمجھنے میں مشکل پیش آئے کہ کس طرح ایک سیاہ رنگ کی گائے، ہری گھاس کھا کر سفید دُودھ دیتی ہے جسے آپ پی کر تقویّت حاصل کرتے ہیں۔ آپ کا ذہن اُس پیچیدہ

طریقہ کو نہیں سمجھ سکتا کہ کِس طرح ایک چھوٹے سے چپٹے بیج سے ایک بڑی بیل اُگتی ہے جس میں بڑے بڑے اور میٹھے تربُوز لگتے ہیں جنہیں آپ کھا کر لُطف اُٹھاتے ہیں۔ اِسی طرح آسمانی بجلی آپ کو روشنی تو مہیا کرتی ہے مگر شاید آپ اُس کی طاقت کے بھید کو نہ سمجھیں۔ اِسی طرح خُدا کو ایمان سے یعنی منجیِّ عالمین حضور یسوعؔ مسیح پر ایمان کے وسیلہ سے قبول کرنا پڑیگا، اور جب آپ ایمان لے آتے ہیں تو پھر شک وشُبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اُس وقت آپ کو یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی کہ خُدا آپ کے دِل میں ہے یا نہیں، بس آپ اُسے جان چُکے ہونگے۔

جب کبھی کوئی مُجھ سے یہ دریافت کرتا ہے کہ آپ کو یہ یقین کیسے ہوسکتا ہے کہ خُدا کون ہے اور کیا ہے، تو مُجھے اُس چھوٹے بچّے کی کہانی یاد آجاتی ہے جو پتنگ اُڑا رہا تھا۔ وُہ دن پتنگوں کے لئے بڑا موزوں تھا۔ ہَوا تیز تھی اور آسمان پر بادل اِدھر اُدھر اُڑ رہے تھے۔ اُس کی پتنگ اُوپر ہی اُوپر اُڑتی گئی اور بالآخر بادلوں نے اُسے چھُپالیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" ایک آدمی نے اُس چھوٹے لڑکے سے پُوچھا۔

"پتنگ اُڑا رہا ہُوں"۔

"پتنگ! تمہیں کیسے یقین ہے کہ پتنگ اُڑ رہی ہے جب کہ وُہ نظر نہیں آرہی ہے؟" اُس آدمی نے کہا۔

لڑکے نے جواب دیا "بے شک، میں پتنگ نہیں دیکھ رہا۔ لیکن تھوڑی تھوڑی دیر بعد میں ڈوری کے جھٹکے محسوس کرتا ہُوں، پس میں جانتا ہُوں کہ پتنگ اُڑ رہی ہے"۔

خُدا کے متعلق کِسی کے قول کو قبول نہ کریں۔ اُسے خُود تلاش کریں،

تو پھر آپ اپنے دِل کی ڈوری پر اُس کے پیار کے جھٹکے محسُوس کرنے لگیں گے اور جان جائیں گے کہ وُہ یقیناً موجُود ہے۔

دُوسرا باب

گُناہ

"سب نے گناہ کیا اور خُدا کے جلال سے محرُوم ہیں"

(انجیلِ متوّرہ رومیوں ۳: ۲۳)۔

اگر خُدا راستباز ہے اور ساتھ ہی محبّت کرنے والی ہستی ہے تو پھر دُنیا میں اِس قدر فسق و فجور، دُکھ اور غم کیوں پایا جاتا ہے؟ اِتنی نفرت کہاں سے آ گئی؟ ہم کیوں جنگ و جدل، لالچ اور خود غرضی سے پیار کرتے ہیں؟ نسلِ انسانی جسے خُدا نے اپنی صُورت پر پیدا کیا تھا اِس قدر گہری پستی میں کیوں گر گئی ہے کہ خُدا کو دس احکام دینے پڑے؟ اُسے ہماری نجات کی خاطر کیوں کسی کو بھیجنا پڑا؟ خُدا کی مخلُوق اِس قدر لالچ اور بدی سے کیوں بھری ہُوئی ہے؟

یہ سمجھنے کے لئے کہ کیوں قوم، قوم کے خلاف ہے! کیوں خانداں میں تفرقہ ہے! کیوں ہر روز اخبار جرائم کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں! ہمیں ابتدا کی طرف لوٹنا پڑے گا۔ ضروری ہے کہ ہم باغِ عدن میں آدم کی کہانی سے رجُوع کریں۔

بائبل مُقدّس ہمیں بڑی صحت کے ساتھ بتاتی ہے کہ ابتداء میں کیا کُچھ وقُوع پذیر ہُوا اور اِنسان کیوں اُسوقت سے بتدریج اپنی ہلاکت کے راستے پر گامزن ہے!

شُروع میں خُدا نے اِس دُنیا کو کامل بنایا تھا۔ اُس نے اُسے مربُوط اور خوبصُورت دُنیا بنایا تھا۔ یہ ایسی دُنیا تھی جسے ہم سب پھر حاصل کرنے کے

بہت آرزومند ہیں اور اُس کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

اِس کامل دُنیا میں خُدا نے ایک کامل انسان کو رکھا تھا۔ آدم کامل تھا کیونکہ خُدا جو بھی کام کرتا ہے، وُہ کامل ہوتا ہے۔ اُس کامل انسان کو خُدا نے سب سے بیش قیمت چیز دی یعنی آزادی کی نعمت۔ خُدا نے اِنسان کو انتخاب کی آزادی بخشی۔

یہ پہلا انسان، غاروں میں رہنے والا اکھڑ، وحشی اور چیخنے چلانے والا جنگل کا باسی نہیں تھا جو جنگل کے خطرات اور میدان کے جانوروں پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ خُدا نے آدم کو بالغ انسان پیدا کیا جس کے جسمانی اور ذہنی قویٰ مکمل طور پر تشکیل پا چکے تھے۔ وُہ خُدا کے ساتھ رفاقت رکھتا تھا۔ اُسے اِس مقصد کے تحت پیدا کیا گیا تھا کہ وُہ زمین کا بادشاہ ہو اور خُدا کی مرضی کے مُطابق حکومت کرے۔

آدم باغِ عدن میں ایک کامل انسان تھا۔ وُہ پہلا انسان اُور پہلی زمینی مخلوق تھا جسے خُدا نے آزادی کی انمول نعمت سے نوازا تھا۔ آدم کو مُکمل آزادی حاصل تھی کہ وُہ کسی چیز کو چُنے یا رد کرے، خُدا کا حُکم مانے یا انکار کرے، خُود کو خوش رکھے یا پریشان۔

لیکن صرف آزادی کا کامل ہونا، مُطمئن زندگی کی ضمانت نہیں ہے بلکہ اُس آزادی کے صحیح یا غلط استعمال کے باعث ہم اپنے اُور خُدا کے ساتھ مُطمئن یا غیر مُطمئن ہوں گے۔ جب کِسی کو آزادی مِلتی ہَے تو اُس کے سامنے دو راستے ہوتے ہیں۔ اگر ایک ہی راستہ ہو تو آزادی بے معنی ہوگی۔ آزادی کا مطلب یہ ہَے کہ ایک شخص کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنا پسندیدہ راستہ خُود چُن سکے۔

خُدا نے آدم کو اِنتخاب کی آزادی دِی اُور اُسے اُس آزادی کو استعمال کرنے کا موقع بھی فراہم کیا۔ چونکہ خُدا غیر کامِل سے واسطہ نہیں رکھ سکتا، اِس لئے اُس نے آدم کے لئے کامِل ماحول مہیّا کیا تاکہ اُس کے انتخاب سے یہ ثابت ہو سکے کہ وُہ

خُدا کی خدمت کرے گا یا نہیں۔

جب آدم باغِ عدن میں تھا تو وُہ بے گُناہ تھا اور اُس کی عصمت بے داغ تھی۔ تمام کائنات اُس کے سامنے تھی۔ نسلِ انسانی کی اَن لکھی تاریخ اُس کے ہاتھ کے نیچے ایک سفید کاغذ کی مانند پھیلی ہُوئی اِس انتظار میں تھی کہ وُہ اُس کا ابتدائیہ لکھے جس سے ظاہر ہو کہ آئندہ نسل کونسا راستہ اختیار کرے گی۔

خُدا نے اپنا کام مکمّل کر کے زمین پر ایک باغ لگایا جس میں اُس نے اپنی صُورت پر ایک کامِل انسان خلق کر کے رکھا۔ اِس انسان کو عقل اور رُوح بخشی۔ نیز اُسے اپنی پسند کے مطابق اپنی عقل کو استعمال کرنے اور اپنی رُوح کے بارے میں فیصلہ کرنے کی مکمّل آزادی بھی دی۔ پھر دانا والدین کی طرح خُدا انتظار کرنے لگا کہ اُس کی مخلُوق کونسی راہ منتخب کرتی ہے۔

یہ ایک اِمتحان تھا۔ یہ وُہ لمحہ تھا جب آدم دُرست یا غلط راستے کا انتخاب کرنے کے لئے اپنی آزاد مرضی استعمال کرنے والا تھا۔ جلد ہی اُس نے اپنی پسند کا اظہار کر دیا جس کا نہ صِرف اُسے خمیازہ بھگتنا پڑا بلکہ تمام نسلِ اِنسانی کے لئے ایک غلط راہ بنا گیا۔ "ایک قصُور کے سبب سے وُہ فیصلہ ہُوا جس کا نتیجہ سب آدمیوں کی سزا کا حکم تھا..." (انجیل مقدّسہ رومیوں ۵: ۱۸)۔

آدم تمام نسلِ انسانی کا سرچشمہ تھا۔ وُہ زمین سے ایک صاف وشفاف سوتے کی مانند پھوٹا تھا اور اُسے یہ آزادی دی گئی کہ وُہ ایک ایسا دریا بن جائے جو خوشنما اور ہری بھری چراگاہوں سے گزرے یا پھر ہمیشہ کے لئے ایسے گدلے پانی کا سیلاب بن جائے جو اپنی اِرد گرد کی زمین کے لئے فائدے کی بجائے نقصان کا باعث ٹھہرے۔

جس دام میں دُنیا اِتنی مُدت سے گرفتار ہے اُس کے لئے باری تعالیٰ کو مُلزم نہیں گردانا جا سکتا۔ نقص براہِ راست آدم میں پایا جاتا ہے کیونکہ اُس نے خُدا کی

بجائے آزمانے والے کے جھوٹ کا یقین کیا۔ اُس دن سے آج تک نسلِ انسانی کی تاریخ یہ ہے کہ وُہ اپنے اُس مقام کو جو آدم کے گُناہ کے باعث گنوا بیٹھی تھی اپنی لاحاصل مساعی سے دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہے۔

ممکن ہے کہ آپ کہیں "کیا یہ انصاف ہے"؟ آج ہم قدیم الایّام کے ایک شخص کے گُناہ کے باعث کیوں دُکھ اُٹھائیں؟ اِس درمیانی عرصہ میں نسلِ انسانی کیوں بحال نہ ہو سکی؟ ہمیں اپنی زندگی کے ہر دِن کیوں سزا مِلتی ہے؟"

آئیے ہم پھر دریا کے پانی پر غور کریں جو کہ تاریک اور گہری عمودی چٹانوں کے درمیان چکر کھاتا رہتا ہے۔ وُہ پانی کیوں اپنے منبع کی طرف واپس اُوپر نہیں جاتا؟ وُہ پھر ویسا ہی صاف و شفاف پانی کیوں نہیں بن جاتا جیسا کہ اپنے سوتے سے پھُوٹتے وقت تھا؟

وُہ ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ اُس کے دائرہِ قُدرت سے باہر ہے۔ ایک مرتبہ جب وُہ تاریک گھاٹیوں میں گر گیا تو وُہ پھر اپنے آپ کو اُوپر کی سرسبز زمین کی طرف واپس نہیں لا سکتا۔ بے شک طریقہِ کار تو موجُود ہے لیکن دریا نہیں جانتا کہ اُسے کیسے استعمال کرے۔

اِنسانیت کے دریا کا رُخ ذلّت کی پُرخطر چٹانوں اور اندھیری وادیوں سے موڑنے اور اُسے ایک مرتبہ پھر صُلح و اطمینان کی سرسبز چوٹیوں میں واپس لانے کے لئے ایک مُعجزہ ہر وقت تیار رہتا ہے، لیکن دریا نہ تو یہ دیکھتا اور نہ اُس پر غور کرتا ہے۔ وُہ محسُوس کرتا ہے کہ وُہ اِس سلسلہ میں عاجز ہے لیکن اِس کے باوجُود بھی اپنے پُرپیچ راستے پر بہتا رہتا ہے اور بالآخر تباہی کے سمُندر میں گُم ہو جاتا ہے۔

دریا کی کہانی اِنسان کی کہانی ہے جو آدم سے شروع ہوتی ہے اور مُڑتی،

بل کھاتی ہوئی دہشت ناک تاریکی میں اور بھی زیادہ گہری دھنستی جارہی ہے۔ اگرچہ ہم اپنی آواز بلند کرتے اور مدد کے لئے بھی پکارتے ہیں تو بھی ہم نے آدم کی طرح غلط راستہ منتخب کر رکھا ہے۔ ہم اپنی مایوسی میں خدا کی مخالفت کرنے لگتے اور اپنے مسائل کے لئے اُس پر الزام لگاتے ہیں۔ ہم اُس کی حکمت اور عدالت پر اعتراض کرتے ہیں۔ ہم اُس کے رحم اور محبت میں کیڑے تلاش کرنے لگتے ہیں۔ ہم یہ فراموش کر دیتے ہیں کہ آدم بھی نسلِ انسانی کا ویسے ہی سربراہ تھا جیسے کہ ہماری حکومت کا سربراہ صدر ہوتا ہے۔ جب صدرِ مملکت کوئی کام کرتا ہے تو درحقیقت عوام ہی اُس کی وساطت سے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ جب صدر کوئی فیصلہ کرتا ہے تو وہ تمام لوگوں کا فیصلہ متصور ہوتا ہے۔

آدم، تمام نسلِ انسانی کا سر ہے۔ جب وہ ناکام رہا اور آزمائش میں گر کر گنہگار ٹھہرا تو تمام نسلِ انسانی جو ہنوز اُس کی پُشت میں مخفی گنہگار ٹھہری۔ بائبل مقدس میں بڑی صفائی سے بیان کیا گیا ہے کہ آدم کے گناہ کا نتیجہ اُس کی تمام اولاد پر اثر انداز ہوگا۔

ہم سب اس تلخ حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں جسکا اُس کی نافرمانی کے باعث ہمیں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ "زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی۔ مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اُس کی پیداوار کھائیگا۔ اور وہ تیرے لئے کانٹے اور اونٹ کٹارے اگائے گی اور تو کھیت کی سبزی کھائے گا۔ تو اپنے مُنہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ زمین میں تو پھر لوٹ نہ جائے کہ تو اُس سے نکالا گیا ہے کیونکہ تو خاک ہے اور خاک میں پھر لوٹ جائیگا" (بائبل مقدس پیدائش ۳: ۱۷-۱۹)۔ اور خدا نے حوا سے کہا: "میں تیرے دردِ حمل کو بہت بڑھاؤنگا۔ تو درد کے ساتھ بچے جنیگی اور تیری رغبت شوہر کی طرف ہوگی اور وہ تجھ پر حکومت کریگا" (پیدائش ۳: ۱۶)۔

بالفاظِ دیگر، زمین جو کہ پہلے صرف خوبصورت اور پھلدار درخت پیدا کرتی تھی، اب آدم کے پہلے گناہ کے باعث اچھے اور بُرے دونوں درخت پیدا کرنے لگی۔ انسان جو کہ

پہلے باغِ عدن میں سیر کرتا، ہر روز ہاتھ بڑھا کر خوراک حاصل کر لیتا تھا اور جسے کپڑوں اور پناہ گاہ کی ضرورت نہیں تھی، اب اُس کے لئے ضروری بن گیا کہ وُہ اپنے اور اپنے خاندان کے لئے اِن ضروریاتِ زندگی کو ہم پہنچانے کے لئے اپنی ساری زندگی محنت و مشقت کرتا رہے۔ عورت، جو کہ پہلے تمام جانداروں میں سب سے زیادہ آزاد تھی، اب اُسے جسمانی دُکھ اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مرد اور عورت دونوں ہی رُوحانی اور جسمانی موت کے ماتحت آ گئے۔

نسلِ انسانی میں گناہ آدم کے ذریعہ داخل ہُوا اور اُس وقت سے لے کر اب تک وُہ اُس سے مخلصی حاصل کرنے کی لاحاصل کوشش کرتا آرہا ہے۔ بائبل مُقدس بتلاتی ہے کہ خُدا نے آدم کو گناہ میں گرنے سے پیشتر بتا دیا تھا کہ اگر وُہ نیک و بد کی پہچان کے درخت میں سے کھائے گا تو یقیناً مر جائے گا۔ اگرچہ وُہ خُدا کی صُورت پر پیدا کئے گئے تھے، لیکن گناہ میں گرنے کے بعد حوّا نے خُدا کی صُورت پر نہیں بلکہ اپنی صُورت پر پہلے بچّے کو جنم دیا۔ نتیجۃً قائن اور ہابل بھی گناہ کی بیماری میں جس کا نتیجہ موت ہے مُبتلا ہو گئے اور نسل در نسل یہ بیماری ہر بشر میں سرایت کرتی گئی۔ ہم سب موروثی طور پر گنہگار ہیں اور اِس لعنت سے بچنے کی ہم کتنی بھی کوشش کیوں نہ کریں ہم چھُوٹ نہیں سکتے۔

ہم نے اُس حق کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے جو آدم کے گناہ کے باعث ہم سے چھن چکا ہے ہر طریقہ آزمایا ہے۔ ہم نے تعلیم، فلسفہ، مذہب اور حکومت کے ذریعہ گناہ کے جُوئے کو اُتارنے کی کوشش کی۔ ہم نے اپنی گناہ آلودہ محدُود عقل کے ذریعہ اُن حُکموں کو پُورا کرنے کی کوشش کی جن کے بارے میں خُدا چاہتا تھا کہ انسان انہیں الٰہی سمجھ کے ساتھ پُورا کرے۔

اگرچہ ہماری نیّت دُرست ہے اور ہماری بعض مساعی قابلِ تعریف بھی ہیں تو بھی وُہ الٰہی معیار سے نہایت کم ہیں۔ ہمارا تمام علم، ہماری تمام ایجادات، ہماری

تمام ترقی اور بلند بام منصوبے ہمیں اِس معاملے میں آگے نہیں لے جاتے - اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہم بھی اُسی غلطی کے مُرتکب ہوتے ہیں جو آدم سے سرزد ہوئی تھی یعنی یہ کہ خُدا کی شریعت کی تابع فرمانی کی بجائے ہم اپنی قوت کے بل بوتے پر آپ ہی بادشاہ بننے کی کوشش کرتے ہیں -

اِس سے پیشتر کہ ہم خُدا کو ناانصاف قرار دیں کہ اُس نے کیوں گُناہ کو اِس دُنیا میں پھیلنے کی اجازت دی - آئیے ہم حالات کا زیادہ احتیاط سے جائزہ لیں - خُدا نے اپنی لامحدود محبت میں مُنجیِٔ عالمین حضُور المسیح کو بھیجا تاکہ آپ ہمیں ہماری مشکلات سے نکلنے کی راہ دکھائیں - خُدا نے آپ کو اِس لئے بھیجا تاکہ آپ اُن آزمائشوں کا سامنا کر کے اُن پر غالب آئیں جو اِس سے پیشتر آدم پر آئی تھیں - شیطان نے جس طرح آدم کو آزمایا تھا اُسی طرح حضُور یسوع مسیح کو بھی آزمایا - جس طرح شیطان نے حوّا کے ذریعہ آدم کو بڑا بننے کی پیشکش کی تھی اُسی طرح اُس نے حضُور المسیح کو قُدرت اور جاہ و جلال کی پیشکش کی تاکہ آپ خُدا کو ترک کر دیں -

دونوں میں عظیم فرق یہ تھا کہ یسوع مسیح نے آزمائش کا مُقابلہ کیا - جب شیطان نے آپ کو تمام دُنیا دِکھا کر وعدہ کیا کہ "اگر تو خدا کی بجائے میری پیروی کرے تو مَیں تجھے دُنیا کی تمام شان و شوکت دے دُوں گا" تو ہادیٔ برحق نے اُسے ڈانٹتے ہُوئے فرمایا "اے شیطان دُور ہو کیونکہ لِکھا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کو سجدہ کر اور صِرف اُسی کی عبادت کر"۔

ہم اپنی کمزور اور بگڑی ہُوئی طبیعت کے باعث آدم کے حقیقی فرزند ہیں اور اُسی کے نقشِ قدم پر وفاداری سے چلتے ہیں - ہم آدم کے گُناہ کے بُرے نتائج سے واقف بھی ہیں لیکن اس کے باوجُود اُسی کی پیروی بھی کرتے رہتے ہیں - ہماری زندگی میں کوئی بھی ایسا دن نہیں گزرتا جس میں آدم کی طرح ہم پر آزمائش نہ آتی ہو - ہمیں ہر روز

شیطان کے پُر فریب وعدوں اور خُدا کے یقینی کلام میں سے ایک کو مُنتخب کرنا پڑتا ہے ۔ ہمیں ہر روز موقع مِلتا ہے کہ خود کو اور دُوسروں کو اُس باغِ عدن کے قدرے اور نزدیک لے جائیں جیسے آدمؑ نے ہماری میراث نہ رہنے دیا تھا۔

ہم اُس دِن کے بڑے آرزومند ہیں جب مایُوسی، بیماریاں اور مَوت ختم ہو جائیں گی۔ لیکن ہمارا یہ خواب اُس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم آدمؑ کے نئی پیدائش کے بغیر فرزند بنے رہتے ہیں ۔ ہمارے گناہوں کے علاج کی ضرورت ہے۔ آئندہ ابواب میں ہم دیکھیں گے کہ خُدا نے نسلِ انسانی کی اِس بُنیادی مشکل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کیا کیا ہے۔

روزِ آفرینش سے لے کر اب تک اِنسان کی اختیار حاصِل کرنے کی گناہ بھری آرزو اور اپنی آزاد مرضی کو اپنے خُود غرضانہ مقاصد کے لئے اِستعمال کرنے کے عزم نے اُسے تباہی کے آخری کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔ مُتعدد تہذیبوں کے کھنڈرات سطحِ زمین پر اِدھر اُدھر بکھرے پڑے ہیں جو اِس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اِنسان خُدا کی مدد کے بغیر پائیدار دُنیا تعمیر کرنے کے ناقابل ہے۔ ہر روز نئے کھنڈرات کا وجُود میں آنا دُنیا کی تباہی میں اضافہ کا باعث ہو رہا ہے لیکن اِس کے باوجُود بھی اِنسان اپنی غلط راہ پر گامزن رہتا ہے۔

دریں اثنا خُدا اپنی لامحدُود حِکمت اور رحم میں ایسے تحمّل اور محبّت کے ساتھ اِنتظار کر رہا ہے جو تمام ادراک سے بالا ہے ۔ وُہ اُن لوگوں کو جو رحم کے لئے اُس کے پاس آتے ہیں انفرادی طور پر نجات اور اطمینان دینے کا انتظار کرتا ہے۔ وُہی دو راستے جو خُدا نے آدمؑ کے سامنے رکھے تھے ہمارے سامنے بھی ہیں۔ ہم بھی آدمؑ کی طرح آزاد مرضی کے مالِک ہیں۔ چونکہ ہم فضل کے زمانہ میں ہیں اِس لئے خُدا نے فی الحال سزا کو جِسکے ہم حقدار ہیں ٹال رکھا ہے۔

یہ گناہ کی موجودگی ہی ہے جو انسان کو خوش و خرّم رہنے سے روک دیتی ہے۔ یہ گناہ ہی ہے جس نے انسان کا زمین پر حصولِ بہشت کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیا۔ انسان کا ہر منصوبہ اور ہر تہذیب بالآخر فنا ہو جاتی اور گوشۂ گمنامی میں ڈوب جاتی ہے کیونکہ اُس کے کاموں کی بنیاد ناراستی پر ہوتی ہے۔ ہمارے اِردگرد کے کھنڈرات اِس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ دُنیا گناہ سے بھری ہوئی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی نظر سے ہمہ وقت موجود علّت و معلول کا قانون جو اِس کائنات کے ہر شعبہ میں کارفرما ہے اوجھل ہو گیا ہے۔ نتائج تو ظاہر ہیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گہرائی میں پوشیدہ اور سب پر حاوی سبب اتنا عیاں نہیں ہے۔ شاید اِس کی وجہ جدید زمانہ کے فلسفۂ ترقی کی خیرہ کُن روشنی ہے جس نے انسان کی نگاہ کو ماند کر رکھا ہے۔ ممکن ہے کہ اِس کا سبب یہ ہو کہ انسان اپنے خودساختہ اور احمقانہ نظریات پر اِسقدر فریفتہ ہے کہ اُسے یقین ہے کہ دُنیا آہستہ آہستہ کاملیت کی منزل کی طرف بڑھ رہی ہے۔

مُتعدد فیلسوف تو یہاں تک بتاتے ہیں کہ دُنیا کا موجودہ المیہ ایک ایسا حادثہ ہے جو بالآخر اُسے ترقی کی راہ پر گامزن کر دے گا اور اِس کے ثبوت میں وہ تاریخِ انسانی سے ایسے زمانوں کا حوالہ دیتے ہیں جبکہ حالات ایسے ہی تاریک تھے جن کے اچھّے نتائج کی اُمید نہیں تھی۔ فیلسوف یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ جن مایوس کُن حالات میں ہم رہ رہے ہیں یہی وہ دردِ زہ ہیں جو اچھّے دِن کا پیش خیمہ ہیں۔ اُن کے نظریے میں موجودہ دَور کا انسان ابھی بچّہ ہی ہے جسے بالغ انسان بننے کے لئے ابھی ایک طویل عرصہ درکار ہے جو کئی صدیوں پر محیط ہے۔

گو طبعی سائنس اِس بات کو ماننے کے لئے قطعی تیار نہیں تو بھی بائبل مقدّس بڑی وضاحت سے بیان کرتی ہے کہ اِس کائنات میں تخلیق کرنے والے خدا اور اِسے

بگاڑنے والے شیطان، دونوں کا ہاتھ نظر آتا ہے۔ انسان، بگاڑنے والے کے کام کے لئے خالق پر الزام دھرتا ہے، لیکن وُہ بھول جاتا ہے کہ ہماری یہ دُنیا وُہ نہیں رہی جیسے خُدا نے بنایا تھا۔ خُدا نے دُنیا کو "اچھّا" پیدا کیا تھا لیکن گُناہ نے اُس میں داخل ہوکر اُسے بگاڑ دیا۔ بدی کا ہر اظہار اُسی بنیادی گُناہ کا نتیجہ ہے کیونکہ گُناہ جب سے نسلِ انسانی میں آگھُسا ہے تبدیل نہیں ہُوا۔ یہ مختلف رُوپ دھار سکتا ہے لیکن بنیادی طور پر یہ وُہی ہے۔ اگر ایک جنگلی آدمی ہاتھ میں بھالا لئے چھُپ کر اپنے شکار کا انتظار کرتا ہے اور ایک مہذّب پائلٹ اپنے جیٹ ہوائی جہاز میں اُسی جنگل پر پرواز کرتے ہوئے کسی گاؤں پر بمباری کرنے کے لئے تیار ہے تو دونوں میں بنیادی طور پر کوئی فرق نہیں۔ اِن دونوں میں تہذیب کے لحاظ سے تو صدیوں کا فاصلہ ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ ایک، دُوسرے کی نسبت بہت ترقی یافتہ ہے اور اُسے انسان ساختہ تہذیب کی تمام مراعات حاصل ہیں جب کہ دُوسرا ہنوز "ابتدائی" حالت میں ہے، لیکن اِس کے باوجود بھی کیا اُن میں حقیقی فرق ہے؟ کیا وُہ دونوں، اِس بات سے بے نیاز نہیں کہ اُن کے بھائیوں کو اِس کی کیا قیمت ادا کرنی پڑے گی؟ کیا وُہ اپنے خُود غرضانہ مقاصد کو حاصل کرنے کا تہیہ نہیں کئے ہوئے ہیں؟ کیا بھالے کی نسبت، بَم کم "وحشی" یا زیادہ "مہذّب" ہے؟ کیا ہم اپنے مسائل کا حل تلاش کرنے کی اُمید کر سکتے ہیں جب تک کہ "قدیم" اور "ترقی یافتہ" دونوں اپنے پڑوسیوں سے محبّت رکھنے کی بجائے دُشمنی پر تُلے ہُوئے ہیں؟

تمام غم، تلخی، ظُلم و تشدد، المیہ، دِل شکنی اور انسانی تاریخ کے تمام شرمناک واقعات کی جڑ کو ایک ہی لفظ "گُناہ" میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

لوگ خُود کو گنہگار کہلوانا پسند نہیں کرتے، حالانکہ اُن سے پہلے اُن کے آباؤ اجداد گنہگار تھے۔ تاہم بائبل مقدس اعلان کرتی ہے "کچھ فرق نہیں۔ اِس لئے کہ سب

نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں" (انجیل مقدس رومیوں ۳ : ۲۲-۲۳)۔
بائبل مقدس فرماتی ہے کہ خدا کی نظر میں ہر انسان گنہگار ہے، اور جب کبھی میں کسی کو اس واضح بیان کے باوجود یہ کہتے سنتا ہوں کہ وہ گنہگار نہیں تو مجھے کلیسیا کے اُس عہدہ دار کی کہانی یاد آجاتی ہے جو ایک پاسبان کے پاس گناہ کے بارے میں گفتگو کرنے کے لئے آیا۔

اُس نے پاسبان سے کہا "ہم لوگ یہ چاہتے ہیں کہ آپ گناہ کی جزئیات کو اتنی تفصیل اور صفائی سے بیان نہ کیا کریں۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے لڑکے اور لڑکیاں جب آپ کو اتنی وضاحت سے اس موضوع پر بیان کرتے سنیں گے تو وہ اور بھی زیادہ آسانی سے گناہ کا ارتکاب کرنے لگیں گے۔ آپ اُسے "خطا" بھی کہہ سکتے ہیں یا یہ کہ ہمارے نوجوان اکثر غلط فیصلے سے مرتکب ہوتے ہیں، لیکن مہربانی سے گناہ کو اتنا کھُلم کھُلا بیان نہ کیا کریں"۔

پاسبان نے اُٹھ کر ایک اُونچی طاق سے ایک بوتل اُٹھائی اور اُس شخص کو دکھائی۔ اُس بوتل پر جلی الفاظ میں لکھا تھا "زہر۔ مت چھوؤ"۔ پاسبان نے دریافت کیا "کیا آپ کے نزدیک یہ عقلمندی ہوگی کہ میں اِس لیبل کو اُتار دوں اور اِس کی جگہ "سِرکہ" لکھ دوں؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ جتنے زیادہ نرم الفاظ آپ لکھیں گے، زہر کو اُتنا ہی زیادہ خطرناک بنا دیں گے؟"

گناہ، وہی قدیم گناہ جو بدلتا نہیں اور جو آدم کی پستی کا سبب بنا اور جس کے ہاتھوں ہم آج بھی دُکھ اُٹھا رہے ہیں، اگر ہم اُسے کوئی خوبصورت سا نام دیں یا اُس پر کوئی دِلکش لیبل لگا دیں، تو بھی وہ ہمیں فائدہ کی بجائے نقصان ہی پہنچائے گا۔ ہمیں اِس کے لئے کوئی نیا لفظ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اِس بات کی ضرورت ہے کہ ہم یہ جانیں کہ اُس پرانے لفظ کا کیا مطلب ہے!

اگرچہ اِس دُنیا پر گُناہ کا قبضہ ہے تو بھی بے شمار لوگ ایسے ہیں جو اِس کے حقیقی مطلب سے آگاہ نہیں۔ چونکہ اکثر مرد و خواتین کے ذہن میں گُناہ کا اُدھورا اور مبہم سا تصوّر ہوتا ہے اس لئے وُہ اُن کے دِل کی تبدیلی میں رُکاوٹ بن جاتا ہے۔ مُتعدد مسیحی بھی حقیقی مسیحی زندگی اِسلئے بسر نہیں کرتے کیونکہ وُہ گُناہ کی حقیقی سمجھ سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ بیشک، ہم گُناہ کے بارے میں کافی باتیں کرتے ہیں لیکن اِس کے باوجُود بھی ہمیں اُس کے صحیح مطلب کا پتہ نہیں۔ یہ نہایت اہم بات ہے کہ ہم گُناہ کے بارے میں بائبل کے نُقطۂ نظر سے خوب آگاہ ہوں۔

ممکن ہے کہ ہم گُناہ کا ہلکا پھلکا تصوّر اپنانے کی کوشش کریں اور اُسے "انسانی کمزوری" کا نام دیں، لیکن باری تعالیٰ اُسے المیہ قرار دیتا ہے۔ ہم اُسے "حادثہ" سمجھ کر نظر انداز کر سکتے ہیں لیکن خُدا اُسے "مکرُوہات" کہتا ہے۔ انسان گُناہ سے چشم پوشی کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن خُدا اُسے اُس کا احساس دِلاتا ہے کہ وُہ گنہگار ہے اور اُسے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ پس لازم ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ خُدا کی نظر میں گُناہ کیا ہے!

ہم یہاں گُناہ کے لئے پانچ الفاظ درج کرتے ہیں جن کی مدد سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ گُناہ درحقیقت کیا ہے:

پہلا:۔ **لاقانونیت**:۔ خُدا کی شریعت کی مخالفت (انجیلِ منورہ ۱۔یوحنّا ۳:۴)۔ خُدا نے نیکی اور بدی کے درمیان لکیر کھینچ دی ہے اور جب کبھی ہم اس لکیر کو پار کرتے ہیں یا ہم اُس عِلاقۂ ممنُوعہ میں گھُسنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم قانون شکنی کے مُرتکب ہوتے ہیں۔ جب کبھی ہم احکامِ عشرہ کے مُطابق زندگی بسر نہیں کرتے اور پہاڑی وعظ کے فرمودات عالیہ کے خلاف چلتے ہیں تو ہم خُدا کی شریعت کی عدُولی کرتے ہیں اور گُناہ کے مُرتکب ہوتے ہیں۔

یعقوبؔ رسول بڑی صفائی سے بتاتے ہیں کہ ہم سب قصوروار ہیں۔ وہ کہتے ہیں: "ہر شخص اپنی ہی خواہشوں میں کھنچ کر اور پھنس کر آزمایا جاتا ہے۔ پھر خواہش حاملہ ہو کر گناہ کو جنتی ہے اور گناہ جب بڑھ چکا تو موت پیدا کرتا ہے" (انجیلِ منوّرہ یعقوبؔ ۱: ۱۴-۱۵)۔ چونکہ ہم سب نے خدا کی شریعت کی عدولی کی ہے اور اُس کے احکام کو توڑا ہے اسلئے ہم سب گنہگار ہیں۔

دُوسرا:- **بائبلِ مقدّس گناہ کو بدی قرار دیتی ہے:-** بدی، راستی سے انحراف ہے، خواہ اُس کام کے لئے صفائی سے منع کیا گیا ہے یا نہیں۔ بدی کا تعلق ہماری باطنی تحریک یا انگیخت سے ہے جسے ہم خدا اور انسان دونوں کی نظروں سے چھپاتے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایسی اغلاط ہیں جو ہماری بگڑی ہوئی طبیعت سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ وُہ بُرے کام نہیں ہیں جو ہم حالات کے تحت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ پیکرِ معصومیت حضورِ المسیح نے ہمارے باطنی بگاڑ کو یُوں بیان کیا ہے: "اندر سے یعنی آدمی کے دِل سے بُرے خیال نکلتے ہیں۔ حرامکاریاں، چوریاں، خونریزیاں، زناکاریاں، لالچ، بدیاں، مکر، شہوت پرستی، بدنظری، بدگوئی، شیخی، بیوقوفی، یہ سب بُری باتیں اندر سے نکل کر آدمی کو ناپاک کرتی ہیں" (انجیلِ منورہ مرقس ۷: ۲۱-۲۳)۔

تیسرا:- **بائبل میں مقررہ نشان تک نہ پہنچنے کو گناہ کہا گیا ہے۔**

خدا تعالیٰ کا معیار حضورِ المسیح ہیں۔ تمام زندگی کا مُدعا اور آخری مقصد، مسیح کی زندگی کے مُطابق زندگی بسر کرنا ہے۔ آپ ہمیں یہ دکھانے آئے کہ انسان کے لئے اِس زمین پر اُس معیار کی زندگی بسر کرنا مُمکن ہے۔ جب ہم اُس کے نمونے پر نہیں چلتے تو ہم اس الٰہی معیار تک نہیں پہنچتے یعنی ہم نشان سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔

چوتھا:- گناہ - یہ اپنی مرضی کو الٰہی مرضی پر ترجیح دینا ہے۔ گناہ صِرف

منفی چناؤ نہیں ہے اور نہ یہ صرف خدا سے محبّت نہ کرنا ہے۔ گناہ، مثبت چناؤ بھی ہے مثلاً خدا کی مرضی پر اپنی مرضی کو ترجیح دینا۔ یہ، خدا کو اپنے پورے دل سے پیار کرنے کی بجائے اپنی ذات کو اپنی محبّت کا مرکز بنانا ہے۔ چوری اور قتل کی طرح، خودستائی اور خودغرضی بھی گناہ کے نشان ہیں۔ غالباً یہ سب سے زیادہ مکار اور تباہ کن گناہ ہے، کیونکہ اس قسم میں زہر کی بوتل کے لیبل کو نظرانداز کرنا نہایت آسان ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی ذات میں مگن رہتے ہیں، جو اپنی شخصیت پر اپنی تمام توجہ مرکوز رکھتے ہیں، جو صرف اپنے فائدہ کو مدِنظر رکھتے ہیں اور صرف اپنے حقوق کے لئے لڑتے ہیں، وہ بھی اتنے ہی گنہگار ہیں جتنا کہ ایک شرابی یا طوائف۔

کلمتہ اللہ نے فرمایا "اگر آدمی ساری دُنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے کیا فائدہ ہوگا؟" (انجیل منوّرہ مرقس ۸: ۳۶)۔ ہم اِسے جدید حالات کے مطابق یوں بیان کرسکتے ہیں کہ "اگر ایک شخص بڑی بڑی فیکٹریوں کا مالک بن جائے لیکن اُسے بھاری ذِمّہ داریوں اور فکروں کے باعث معدے میں زخم (السر) ہوجائیں اور یہاں تک کہ زندگی سے لُطف اندوز نہ ہوسکے تو اُسے اُس کا کیا فائدہ ہوگا؟ اگر ایک ڈکٹیٹر ساری دُنیا فتح کرلے لیکن اُسے ہر وقت یہ خطرہ رہے کہ کوئی گولی نہ ماردے یا خنجر نہ گھونپ دے تو اُسے اُس کا کیا فائدہ ہوگا؟ اگر والدین ایسے بچے کی پرورش کرتے ہیں جو خودسر ہے اور اُنہیں اُن کے بڑھاپے میں بے یارومددگار چھوڑ دیتا ہے تو اُنہیں کیا فائدہ ہوگا؟" یہ سچ ہے کہ خودپرستی کا گناہ حقیقتاً بڑا تباہ کن گناہ ہے۔

پانچواں:- **بے اعتقادی گناہ ہے** ۔ بے اعتقادی گناہ ہے کیونکہ یہ خدائے برحق کی صداقت تو نہیں ہے۔ خدا نے بڑی صفائی سے بتادیا ہے کہ ہم گنہگار ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اُس نے نجات کا راستہ مہیّا کیا ہے۔ اِس کا یقین نہ کرنا بڑا

خطرناک گناہ ہے۔ "اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں۔ اگر اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ ہمارے گناہوں کے معاف کرنے اور ہمیں ساری ناراستی سے پاک کرنے میں سچا اور عادل ہے۔ اگر کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو اُسے جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور اُس کا کلام ہم میں نہیں ہے" (۱۔یوحنا ۱: ۸ - ۱۰)۔

یہ بے اعتقادی ہی ہے جو ایک شخص پر بہشت کے دروازے بند کرتی اور دوزخ کے دروازے کھول دیتی ہے۔ یہ بے اعتقادی ہی ہے جو کسی کو مسیح کو بطور نجات دہندہ قبول کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہ بے اعتقادی ہی ہے جو خوشخبری کی طرف سے کان بند کر لیتی ہے اور معجزاتِ مسیح کا انکار کرتی ہے۔

گناہ موت کی سزا لانے کا باعث ہے۔ کسی شخص میں اتنی قابلیت نہیں کہ وہ خود کو گناہ کی سزا سے بچا سکے یا اپنے دل میں اُس کے پیدا کردہ بگاڑ کو دُور کر سکے۔ انسان تو انسان فرشتے بھی گناہ کا کفارہ نہیں دے سکتے۔ یہ صرف منجیٔ عالمین حضور مسیح ہی ہیں جن میں گناہ کا علاج ملتا ہے۔ یہ صرف آپ ہی ہیں جو انسان کو اُس کے گناہوں کے بُرے نتائج سے بچا سکتے ہیں "کیونکہ گناہ کی مزدوری موت ہے" (انجیلِ مقدس رومیوں ۶: ۲۳)، "جو جان گناہ کرتی ہے وُہی مرے گی" (حزقی ایل نبی کی کتاب ۱۸: ۴)، "اُن میں سے کوئی کسی طرح اپنے بھائی کا فدیہ نہیں دے سکتا نہ خدا کو اُس کا معاوضہ دے سکتا ہے" (زبور شریف ۴۹: ۷)، "خداوند کے قہر کے دن اُن کا سونا چاندی اُن کو بچا نہ سکے گا..." (صفنیاہ نبی کی کتاب ۱: ۱۸)۔

انسان کے گناہ کا علاج صرف کلمۃ اللہ حضور المسیح کی صلیبی موت میں ہی پنہاں ہے جو انہوں نے دو ہزار سال پہلے سہی۔ وہ کونسی بات ہے جس نے منجیٔ جہان کو اِس ہولناک موت تک پہنچایا؟ وہ کون ہے جس نے آپ پر جو ہمیں محبت کی تعلیم دینے آئے یہ ظلم ڈھایا ہے۔ یہ مَیں اور آپ ہیں،

کیونکہ یہ میرے اور آپ کے گناہ ہیں جنہوں نے چشمۂ حیات حضور المسیح کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اِس المناک لمحہ میں نسلِ انسانی نے گناہ کی تاریک ترین تصویر کو دیکھا۔ اُس وقت گناہ اپنی آخری حدوں کو چھُو رہا تھا۔ اِس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ اُس وقت کیوں سُورج نے اپنا مُنہ چھپا لیا تھا!

لیکن صلیب پر گناہ حد سے تجاوز کر گیا۔ چنانچہ جس ضرب سے مسیح مصلوب ہُوئے اُسی ضرب نے اِنسان کے آزاد ہونے کے لئے دروازہ کھول دیا۔ صلیب پر خُدا کے پاک برّے حضور المسیح کی موت نے ان لوگوں کے لئے جو آپ پر ایمان لاتے ہیں گناہ کو مصلوب کر دیا۔ آپ کی مَوت ہماری اُمید کی بنیاد اور ہماری فتح کا وعدہ ہے۔ وُہ گناہ جو ہمیں قید کئے ہُوئے تھے مسیح نے اُن کو کُلّی پر خُود اپنے جسم میں سہا۔ آپ ہمارے لِئے مُوئے اور پھر جی اُٹھے۔ رہبرِ انسانیت حضور مسیح نے خُدا کے تمام وعدوں کو سچّا ثابت کیا، اور اگر آج آپ ایمان کے وسیلہ سے منجئ عالمین کو قبول کریں گے تو آپ گناہ کے بندھنوں کو توڑ سکتے اور یہ جان سکتے ہیں کہ آپ مسیح کی محبّت کے وسیلہ سے گناہ سے پاک ہو گئے اور ہلاکت سے بچا لئے گئے ہیں۔ اب آپ محفوظ ہیں۔

تیسرا باب

کس طرح اور کہاں سے شروع کریں

"اگر تم نہ پھرو اور بچوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہو گے" (انجیلِ مقدس متی ۱۸: ۳)۔

خدائے عادل، راستباز اور قدوس ہے۔ وہ گناہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ گناہ، خدا سے جدائی پیدا کرتا ہے۔ چونکہ انسان خدا سے بچھڑ چکا ہے اس لئے اس میں خدا کی اخلاقی، عقلی اور روحانی سمجھ ختم ہو چکی ہے۔ وہ خدا کو اُس وقت تک پا نہیں سکتا جب تک اُسے اُس تک پہنچنے کا راستہ دوبارہ نہ ملے۔

یہ واپس لوٹنے کا راستہ، عقلی راستہ نہیں ہے اور نہ یہ اخلاقی راستہ ہی ہے۔ ہم عقل پر زور دے کر خدا کے پاس واپس جانے کے راستے کو نہیں ڈھونڈ سکتے کیونکہ انسانی خیال خدا کے خیالوں سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جسمانی عقل خدا کی دشمن ہے۔ ہمیں اپنی عبادتوں اور ریاضتوں کے ذریعے خدا کے پاس واپس جانے کا راستہ نہیں ملے گا کیونکہ انسان خدا سے بغاوت کر چکا ہے۔ اب وہ اخلاقی بیساکھیوں کے سہارے بھی خدا کے پاس واپس نہیں جا سکتا کیونکہ گناہ نے اُس کے کریکٹر کو بگاڑ دیا ہے۔

پس یہ سوال نہایت موزوں ہے کہ "میں کیا کروں؟ میں اس کی تلاش شروع کہاں سے کروں؟ خدا کے پاس واپس جانے کا راستہ کونسا ہے؟ خدا کے پاس واپس جانے کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ کلمۃ اللہ حضور مسیح نے فرمایا "اگر تم نہ

پھرو اور بچّوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے"۔
یوُں ہادیِ برحق نے پھرنے (توبہ) کا تقاضا کیا۔ واپسی کے لئے یہی نکتہ ء آغاز ہے۔
متعدد لوگ تائب ہونے کو شریعت کی تعمیل کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں۔
بائبل مقدّس میں حضرت مُوسیٰ کی شریعت کو خاص معنوں میں بیان کیا گیا ہے اور اُس کے مقصد کی بڑی وضاحت سے تشریح کی گئی ہے۔ اُسے کبھی بھی دُنیا کی بیماری کا علاج تجویز نہیں کیا گیا بلکہ یہ دُنیا کی بیماری کی تشخیص کرتی ہے۔ یہ ہمیں ہماری بیماری کی وجوہات بتاتی ہے نہ کہ علاج۔ بائبل مُقدِّس فرماتی ہے "اب ہم جانتے ہیں کہ شریعت جو کچُھ کہتی ہے اُن سے کہتی ہے جو شریعت کے ماتحت ہیں تاکہ ہر ایک کا مُنہ بند ہو جائے اور ساری دُنیا خُدا کے نزدیک سزا کے لائق ٹھہرے" (انجیلِ مُنوّرہ رومیوں ۳: ۱۹)۔ شریعت نے انسان کی ناراستی کو ظاہر کیا ہے۔ بائبل میں مرقوُم ہے کہ "شریعت کے اعمال سے کوئی بشر اُس کے حضور راستباز نہیں ٹھہریگا"... (رومیوں ۳: ۲۰)۔ شریعت کی تابع فرمانی سے انسان کی دِلی تبدیلی نامُمکن ہے۔ لکھا ہے کہ "... شریعت کے وسیلہ سے تو گُناہ کی پہچان ہی ہوتی ہے"۔
شریعت ایک اخلاقی آئینہ ہے۔ یہ مجُرم تو ٹھہراتی ہے لیکن کسی کو تبدیل نہیں کرتی۔ یہ نیک کام کرنے کا تقاضا تو کرتی ہے لیکن انسان کو بدلنے سے معذُور ہے۔ یہ ہمیں مُلزم تو ٹھہراتی ہے لیکن رحم پیش نہیں کرتی۔ شریعت میں زندگی نہیں۔ یہ صرف موت کا فتویٰ دیتی ہے کیونکہ شریعت کا اعلان یہ تھا کہ "تُو مرے گا"۔
متعدد لوگ کہتے ہیں کہ ان کا مذہب اِن بلند اخلاقی تعلیمات کی پیروی کرنا ہے جن کی تلقین حضُور مسیح نے اپنے پہاڑی وعظ میں کی تھی۔ لیکن ابھی تک کوئی ایسی عورت یا مرد پیدا نہیں ہُوا ہے جو پہاڑی وعظ کی تعلیم کے مُطابق زندگی بسر کرتا ہو۔ بائبل مقدّس کا فرمان یہ ہے کہ سب نے گُناہ کیا اور خُدا کے

جلال سے محروم ہیں۔

اِس سے پیشتر کہ آپ اِس نتیجے پر پہنچیں، کہ آپ الزام سے بالا ہیں اور آپ کو دِل کی تبدیلی کی ضرورت نہیں، اپنی نیّت کو پرکھیں۔ پیشتر ازیں کہ آپ یہ کہیں کہ توبہ کرنا اچھّا تو ہے لیکن مجھے اِس کی کوئی ضرورت نہیں آپ ٹھنڈے دِل سے خُدا کے خوف میں اپنی زندگی پر غور کریں۔

جب مَیں ہالی وُڈ میں وعظ کر رہا تھا تو فلمی دُنیا کے لوگوں نے مجھے کہا کہ مَیں اُن کے سامنے مسیحی زندگی کے تجربات بیان کروں۔ پیغام کے بعد سوال و جواب کے لئے وقت مقرر تھا۔ چنانچہ سب سے پہلا سوال یہ کیا گیا کہ "مَیں کِسطرح نئی زندگی حاصِل کر سکتا ہُوں"؟

کچھ عرصہ بعد مجھے واشنگٹن میں سیاسی قائدین کو خطاب کرنے کا شرف حاصِل ہُوا۔ جب سوال وجواب کا وقت آیا تو وہاں بھی پہلا سوال یہی تھا کہ "دِل کی تبدیلی کیا ہے"؟ تقریباً ہر یونیورسٹی اور کالج میں جہاں مَیں نے تبلیغ کی ہمیشہ یہی سوال اُٹھتا رہا کہ "آپ کا توبہ اَور دِل کی تبدیلی سے کیا مطلب ہے"؟

دِل کی تبدیلی کیا ہے؟ اِس میں کیا کچھ شامِل ہے؟ یہ کیسے حاصِل کی جاتی ہے؟ اِس کے مُختلف اثرات کیا ہیں؟ ایک شخص کو بہشت میں داخِل ہونے کے لئے اِس کی ضرورت کیوں ہے؟

دِل کی تبدیلی کا تصوّر لوگوں میں کسی نہ کسی صُورت میں ضرور پایا جاتا ہے۔ اچھّا دُکاندار جانتا ہے کہ اُسے اپنا مال بیچنے کے لئے گاہک کے خیالات کو تبدیل کرنا ضروری ہے۔ اشتہار بازی کا بڑا مقصد بھی یہی ہے کہ لوگوں کی توجہ کو ایک قسم کی چیز سے ہٹا کر دُوسری طرف لگایا جائے۔ ہم سیاسی قائدین کو بھی اپنے اصل سیاسی فلسفہ کو تبدیل کر کے کسی دُوسرے کو اختیار کرتے دیکھتے ہیں۔ جنگ کے

زمانہ میں ہم نے اکثر سُنا کہ امن کے زمانہ کی صنعتوں کو جنگی ضرُوریات کے مطابق تبدیل کیا گیا اور تیل کے چُولہوں کو تبدیل کر کے کوئلے کی انگیٹھیاں بنا دیا گیا۔

درحقیقت دِل کی تبدیلی کا مطلب ہے واپس پھرنا، اپنا ارادہ تبدیل کرنا یا مُڑنا۔ مذہبی اِصطلاح میں اِسے مُختلف معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے مثلاً توبہ کرنا، نئے سِرے سے پیدا ہونا، فضل حاصِل کرنا اَور پُرانی زِندگی کو ترک کرنا۔

مجھے ایک شرابی کی حالت یاد ہے جس نے میری کسی بشارتی میٹنگ کے بعد میرے پاس آکر کہا "مِسٹر گراہم، مجھے یقین نہیں کہ جو کچھ آپ نے فرمایا وہ سچ بھی ہے لیکن مَیں آپ کے مسیح کو آزماؤں گا۔ اگر اُس نے آپ کے کہنے کے مُطابِق میری زِندگی میں تھوڑا سا بھی کام کیا تو میں واپس آؤنگا اور ساری عمر اُس کی پیروی کرُوں گا"۔

چند ہفتے بعد اُس نے مجھے بتایا کہ "مَیں یہ بات اچھی طرح تو نہیں سمجھتا لیکن جب کبھی مَیں نے شراب نوشی کی کوشش کی تو ایسا محسُوس ہُوا کہ کوئی مجھے روک رہا ہے"۔ مسیح نے اُسے شراب نوشی کی عادتِ بد پر غالب آنے کی قوّت بخشی۔ اب وُہ مسیح کے لئے زِندگی بسر کر رہا ہے۔ بالفاظِ دیگر وُہ مُڑا اور اپنی سِمت بدل لی۔ اُس نے اپنے طرزِ خیال کو بدل دیا یعنی وہ تبدیل ہوگیا۔

یہ تبدیلی، مُختلف صُورتوں میں وقُوع پذیر ہوسکتی ہے۔ اِس کا زیادہ تر انحصار مُتعلقہ شخص پر ہوتا ہے، اُس کے مِزاج، اُس کے جذبات کے توازن، اُس کے موجُودہ حالات یا اُس کی گذشتہ زندگی پر۔ کبھی کبھی وُہ اُس وقت بھی رُونما ہوتی ہے جب انسان کسی زبردست مایُوسی سے دوچار ہو، مثلاً کاروبار میں

بھاری نُقصان یا کسی عزیز کی اچانک موت ۔ اِن افسوسناک لمحات میں جبکہ تمام دُنیاوی اختیار اُس سے چِھن چُکا ہو یا اُسے اپنے محبُوب یا عزیز سے دوبارہ مِلنے کی قطعی اُمید نہ رہی ہو تو اُس وقت وُہ محسُوس کرتا ہے کہ وُہ کِتنا تنہا ہے۔ اُس لمحہ رُوح القُدس اُس کی آنکھوں سے دُنیاوی پٹی کھول دیتا ہے۔ تب وُہ پہچان لیتا ہے کہ خُدا ہی حقیقی قوّت کا سرچشمہ اور محبّت اور رفاقت کا منبع ہے۔

یا پھر تبدیلی اُس وقت بھی واقع ہو سکتی ہے جب ایک شخص کا اختیار اور خُوشحالی عرُوج پر ہو، جب حالات نہایت سازگار ہوں اور خُدا کی رحمتیں اُس پر بُہتات سے نازل ہو رہی ہوں۔ خُدا کی یہ مہربانی اُسے اُس نوبت تک لا سکتی ہے جہاں وُہ یہ اقرار کرے کہ یہ سب کُچھ خُدا کی طرف سے ہے، اور اِس طرح خُدا کی شفقت اُس کی راہنمائی توبہ تک کرے ۔ اِن لمحات میں تبدیلی بھی ویسی ہی اچانک اور ڈرامائی ہو سکتی ہے جیسے کہ بے دینوں کی تبدیلی جب وُہ لکڑی اور پتھروں کے بتوں سے اپنی محبّت اور ایمان کو منجئ عالمین حضُور یسُوع مسیح کی طرف منتقل کر لیتے ہیں۔

لیکن جو لوگ خُداوند کی طرف رجُوع کرتے ہیں اُن میں سے ہر ایک کی تبدیلی اِتنی اچانک اور رُوح کو ہلا دینے والی نہیں ہوتی۔ ایسی دل کی تبدیلی بھی ہے جو کسی شخص میں ایک طویل عرصہ تک باطنی کشمکش کے بعد وقُوع میں آتی ہے ۔ بعض ایسے بھی ہیں جو طویل عرصہ تک اپنی ضرورت اور نجات کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں اُن میں تبدیلی بتدریج واقع ہوتی ہے۔ ایسے لوگ اچھی طرح سوچ سمجھ کر مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرتے اور اپنی زندگی آپ کے سپُرد کرتے ہیں۔

پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ اِنسان کا خُدا کی طرف پھرنا ہنگامی حالات کے باعث اچانک وقُوع میں آ سکتا ہے جب اُسے خُدا کی محبّت کا ایک لخت مکاشفہ

ملتا ہے، اور بتدریج بھی یعنی جب ایک شخص تاریکی سے نُور اور مَوت سے ہمیشہ کی زندگی میں قدم رکھتا ہے تو اس عرصہ میں بتدریج تبدیل ہوتا رہتا ہے اور ایک دن مُکمّل طور پر تبدیل ہو جاتا ہے۔

لیکن ہمیشہ اِس طرح نہیں ہوتا۔ مثلاً میری بیوی یہ نہیں بتا سکتیں کہ وُہ کِس خاص دِن مسیحی بنیں، لیکن اُنہیں یقین ہے کہ یہ لمحہ اُن کی زِندگی میں ضرور آیا جب اُنہوں نے حقیقتاً" اُس سرحد کو پار کیا۔ متعدد نوجوان جِن کی پرورش مسیحی خاندانوں میں ہُوئی اور جنہیں مسیحی تعلیم حاصِل کرنے کے مواقع میسّر آتے رہے وُہ نہیں جانتے کہ کِس وقت اُنہوں نے اپنی زندگی مسیح کے سپُرد کی۔ دیگر یہ جانتے ہیں کہ وُہ کس دن مسیح پر ایمان لائے۔ انجیلِ مُقدّس میں تبدیلی کے واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر تبدیلیاں ڈرامائی اور بحرانی قِسم کی تھیں۔

بائبل مُقدّس کی روشنی میں زندگی کے تبدیل ہونے میں تین اقدام کارفرما ہیں جِن میں سے دو فاعلی ہیں اور تیسرا مجہُولی۔ فاعلی تبدیلی میں توبہ اور ایمان شامِل ہیں۔ توبہ وُہ ابتدائی نکتہ ہے جہاں سے ایک شخص اپنی گذشتہ زندگی سے مُڑتا ہے۔ ایمان انسان کے خُدا کی طرف رجُوع لانے کو ظاہر کرتا ہے۔ تیسرا جو کہ مجہُولی ہے، اُسے ہم نئی پیدائش یا نوزادگی کہہ سکتے ہیں۔

حضُور المسیح نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص بہشت میں داخِل ہونا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وُہ اپنا رُخ پھیرے۔ میں آپ کو اپنی طرف سے یہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ خُداوند مسیح کا فرمان ہے۔ یہ میرا خیال نہیں ہے بلکہ خُدا کا ہے۔ ہادیٔ برحق حضُور المسیح نے فرمایا" اگر تُم نہ پھرو اور بچّوں کی مانند نہ بنو تو آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخِل نہ ہوگے"۔

دِلی رجحان کی اِس طرح کی تبدیلی میں انسان کی پُوری عقل، کُل جذبات اور

پُورا ارادہ شامل ہیں۔ ہزاروں لوگ ایسے ہیں جو ذہنی طور پر حضور المسیح کو قبول کرتے ہیں۔ وُہ تمام بائبل پر ایمان رکھتے ہیں، اور خُداوند یسوع مسیح کے بارے میں تمام باتوں کو قبول کرتے ہیں، لیکن پھر بھی وہ حقیقی طور پر کبھی تبدیل نہیں ہُوئے۔

انجیلِ منوّرہ میں مذکور ہے کہ حضُور المسیح کی خدمت کے ابتدائی دَور میں سینکڑوں لوگ آپ کے پیچھے ہو لئے تھے۔ اُن میں سے متعدد آپ پر ایمان بھی لائے۔ لیکن آپ نے اُنہیں اپنا نہیں کہا کیونکہ آپ انسان کے دل کی حالت کو جانتے تھے۔ آپ نے اُنہیں اپنا کیوں نہیں کہا؟ اِس لئے کہ آپ جانتے تھے کہ وُہ صِرف ذہنی طور پر ایمان لائے ہیں دِل سے نہیں۔

عقلی تبدیلی اَور کُلّی تبدیلی میں جو انسان کی رُوح کی نجات کا باعث ہے بڑا فرق ہے۔

ہزاروں لوگ ایسے ہیں جنہیں کِسی نہ کِسی قِسم کا جذباتی تجربہ ہُوا ہے جسے وُہ نجات کا تجربہ کہتے ہیں لیکن درحقیقت وُہ مسیح کی طرف نہیں پھرے۔ حضُور المسیح، آپ کی طرزِ زندگی میں تبدیلی کا تقاضا کرتے ہیں اور اگر آپ کی زندگی آپ کے تجربہ کے دعوے کے موافق نہیں تو آپ کے تجربہ پر شک پڑتا ہے۔ جب آپ خُداوند مسیح کے پاس آتے ہیں تو اُن عناصر میں جو جذبات کو تشکیل دیتے ہیں یقیناً تبدیلی آگئی ہوگی۔ نفرت اور محبّت دونوں مُتاثر ہونگے کیونکہ اب آپ گُناہ سے نفرت اور راستی سے محبّت کرنے لگیں گے۔ آپ کی محبّت میں بڑی انقلابی تبدیلیاں ہوں گی۔ آپ کی خُداوند مسیح سے عقیدت کی کوئی حد نہ رہے گی اور حضُور المسیح کے لئے آپ کی محبت بے بیان ہوگی۔

لیکن اگرچہ آپ نے مسیح کو ذہنی طور پر قبول کیا اور آپ کو جذباتی تجربہ بھی

حاصل ہوا، تو بھی یہ کافی نہیں۔ ارادہ یا مرضی کی تبدیلی بھی لازمی ہے۔ آپ میں حضور المسیح کی پیروی کرنے کا عزم صمیم ہونے کی ضرورت ہے۔ آپ کی مرضی کو خدا کی مرضی کے سامنے ضرور جھکنا پڑے گا۔ یہ ضروری ہے کہ خودی کو صلیب پر کیلوں سے جڑ دیا جائے۔ اب آپ کی صرف ایک ہی خواہش ہونی چاہئے کہ آپ کس طرح اپنے خداوند کو خوش کریں۔ رجوع لانے کے وقت جب آپ صلیب کے نیچے کھڑے ہوتے ہیں تو پاک روح آپ کو آپ کے گنہگار ہونے کا احساس دلاتا ہے۔ وہ آپ کے ایمان کی راہنمائی مسیح کی طرف کرتا ہے جو آپ کے بدلے میں موئے۔ ضروری ہے کہ اپنا دل کھولیں اور اپنے منجی کو اندر آنے دیں۔ اس معین لمحہ میں پاک روح نئی پیدائش کا معجزہ انجام دیتا ہے۔ آپ حقیقتاً ایک نئے مخلوق بن جاتے ہیں۔ اس وقت آپ میں الٰہی طبیعت پیوند کی جاتی ہے۔ آپ خدا کی مرضی میں شریک ہو جاتے ہیں۔ مسیح یسوع، خدا کے روح کی وساطت سے آپ کے دل میں سکونت کرنے لگتے ہیں۔

یہ تبدیلی اتنی سادہ ہے کہ ایک بچہ بھی اسے قبول کر سکتا ہے، لیکن ساتھ ہی یہ اتنی عمیق ہے کہ تمام تاریخ میں ماہرینِ علم الٰہیات اس کے گہرے معنوں پر غور و فکر کرتے رہے ہیں۔ خدا نے نجات کی راہ اتنی سادہ بنائی ہے کہ "احمق بھی اس میں گمراہ نہ ہوں گے" (یسعیاہ ۳۵: ۸)۔ کوئی شخص بھی اس وجہ سے خدا کی بادشاہی میں داخل ہونے سے محروم نہیں رہا کہ اُس میں اسے سمجھنے کی قابلیت نہ تھی۔ امیر اور غریب، عالم اور جاہل سب تبدیل ہو سکتے ہیں۔

مختصراً زندگی کے تبدیل ہونے کا مطلب صرف "بدلنا" ہے۔ جب کوئی شخص تبدیل ہوتا ہے تو وہ اُن اشیاء سے جن سے وہ پہلے محبت رکھتا تھا اب بھی رکھ سکتا ہے لیکن اب اُن سے محبت رکھنے کی وجوہات بدل جائیں گی۔

لیکن ہو سکتا ہے کہ اُسے اپنی محبّت کے پہلے مرکزوں کو ترک بھی کرنا پڑے ۔ شاید اُسے اپنے پہلے دوستوں سے بھی دست کش ہونا پڑے ۔ اِس لئے نہیں کہ وُہ اُنہیں حقیر جانتا ہے بلکہ اِس لئے کہ اب وُہ اپنے ہم طبیعت بھائیوں میں زیادہ کشش محسُوس کرتا ہے ۔

وُہ اُن باتوں سے جن سے وُہ پہلے نفرت کرتا تھا اب محبّت کرے گا ، اور جن سے محبّت کرتا تھا نفرت کرنے لگے گا ۔ اب خدا کے بارے میں اُس کے دِل میں تبدیلی آجائے گی ۔ شاید پہلے وُہ خُدا کے بارے میں لاپرواہ تھا یا متواتر اُس سے ڈرتا یا اُس کا مقابلہ کرتا تھا ۔ لیکن اب وُہ اُس کا خوف مانتا اور اُس پر بھروسہ کرتا اور اُس کی فرمانبرداری کرتا ہے ۔ اب اُس کے دِل میں خُدا کا خوف ، اُس کے بارے میں شکر گزاری کا جذبہ ہوگا ۔ وُہ اُسی پر انحصار کرے گا اور اُسی کا وفادار رہے گا ۔ خُدا کی طرف رجُوع کرنے سے پیشتر وُہ جسم کی خواہشات کو پُورا کرنے کے درپے تھا ، اب دِل کی راستی اور پاکیزگی کی خواہش تمام دیگر خواہشوں پر سبقت لے جائے گی کیونکہ اب اُس کے نزدیک سب سے اہم بات اپنے منجی کی خوشنودی ہوگی ۔ یُوں خُدا کی طرف رجوع کرنے کا مُطلب کسی شخص کی زندگی کی مُکمّل تبدیلی ہے ۔

چوتھا باب

توبہ

"ننانوے راستبازوں کی نسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والے گنہگار کے باعث آسمان پر زیادہ خوشی ہوگی" (لوقا ۱۵: ۷)۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ منجی ٔ عاصیاں حضور المسیح نے انسان سے زندگی کی تبدیلی کا تقاضا کیا۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ اس تبدیلی میں تین ۳ عناصر شامل ہیں یعنی توبہ، ایمان اور نئی پیدائش۔

اگر توبہ کو ایک ہی لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو میں لفظ "انکار" استعمال کروں گا۔ انکار کس بات کا؟ اس کا جواب ہے "گناہ" کا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ بائبل مقدس بھی یہی تعلیم دیتی ہے کہ گناہ سے مراد شریعت کی عدولی ہے۔ گناہ تمام اختیار سے انکار ہے۔ گناہ باری تعالیٰ کی طرف سے ہم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کا انکار کرتا ہے۔ گناہ وہ بداصول ہے جو باغ عدن میں اس وقت در آیا جبکہ آدم اور حوا کو آزمائش کا سامنا کرنا پڑا اور وہ اس میں گر گئے۔ باغ عدن کے اس المیئے سے لے کر آج تک بدی کا یہ زہر تمام نوع انسان کو متاثر کرتا آرہا ہے یہاں تک کہ "سب نے گناہ کیا" اور کوئی بھی راستباز نہیں، ایک بھی نہیں"۔ گناہ نے ہمارے خدا کے ساتھ تعلق کو تباہ کر دیا ہے جس کے نتیجہ میں زمین پر بھی ہمارے ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات خراب ہو گئے ہیں بلکہ ہم خود اپنے آپ سے بھی بیزار ہیں۔

ہماری خدا کے ساتھ، دیگر اشخاص کے ساتھ اور خود اپنے ساتھ بھی صلح

ہونا ناممکن ہے جب تک کہ اُن تمام نفرتی کاموں سے جن سے خُدا نفرت کرتا ہے قطع تعلق نہ کیا جائے۔ ہمیں نہ صرف یہ کہا گیا ہے کہ "ہم گناہ" کا انکار کریں بلکہ گناہوں" سے بھی۔ ہمیں دُنیا، جسمانیت اور شیطان کا انکار کرنا ہے۔ اس سلسلہ میں گفت و شنید، سمجھوتہ یا سودا بازی نہیں ہو سکتی۔ حضور المسیح تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اس کا پُورے طور پر انکار کریں۔

لیکن یہاں پر پھر محبّت کے اصُول کا اطلاق ہوتا ہے، کیونکہ جب آپ حضُور المسیح کی محبّت کی پُوری لپیٹ میں آجائیں تو آپ وُہ کام نہیں کرنا چاہیں گے جن سے آپ کے منجّی نفرت کرتے ہیں۔ جب بذریعہ ایمان خود کو آپ کے حوالے کر دیتے ہیں تو آپ اپنی زندگی کے تمام گناہ از خُود ترک کر دیں گے۔ پس توبہ اور ایمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ آپ بچانے والے ایمان کے بغیر حقیقی توبہ نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی آپ حقیقی توبہ کے بغیر بچانے والے ایمان کے حامل ہو سکتے ہیں۔

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل توبہ کی بہت کم منادی کی جاتی ہے۔ یہ لفظ سب سے زیادہ غیر مقبول ہے۔ لیکن حضُور المسیح نے جو سب سے پہلا پیغام دیا یہی تھا کہ "توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے" (انجیل مقدّسہ متّی ۴: ۱۷)۔ یہ خُدائے قادر ہی تھا جو اپنے محبُوب کی معرفت کلام کر رہا تھا۔ اگرچہ المسیح اس دُنیا میں محبّت سے لبریز دل کے ساتھ آئے تو بھی آپ نے فوراً ہی انسان کے گناہ پر زور دینا شروع کر دیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ اپنی خطا کا اقرار کریں اور اپنی بے دینی سے مُنہ موڑیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے پیشتر کہ آپ نوعِ انسان پر اپنی محبّت، رحم اور فضل کو اُنڈیلیں، یہ ضروری ہے کہ وُہ توبہ کرے۔ حضُور المسیح نے جرم سے صرف نظر کرنے سے انکار کر

دیا۔ آپ نے زور دیا کہ انسان اپنے آپ کو جانچے اور اپنا رُخ پھیرے۔ آپ نے اصرار کیا کہ اِس سے پیشتر کہ آپ خُدائے پاک کی محبّت کا اظہار کریں، لوگوں میں نئے "قائلیت کے رجحان کا ہونا لازمی ہے۔

ایک دِن لوگ حضُور المسیح کے پاس آئے اور آپ کو چند گلیلیوں کے مُتعلق بتایا جن کے خُون کو رُومی فوج نے بغاوت کے وقت قربانی کے ساتھ مِلا دیا تھا۔ اُنہوں نے یہ بھی بتایا کہ کِس طرح شیلوخ کا بُرج گرنے سے متعدد لوگ ہلاک ہو گئے تھے۔ اِس کا جواب حضُور المسیح نے یہ دیا کہ "اِن گلیلیوں نے جو ایسا دُکھ پایا کیا وُہ اِس لئے تمہاری دانست میں اور سب گلیلیوں سے زیادہ گنہگار تھے؟ میں تم سے کہتا ہُوں کہ نہیں بلکہ اگر تُم توبہ نہ کرو گے تو سب اِسی طرح ہلاک ہو گے" (لُوقا ۱۳: ۲-۳)۔ بالفاظِ دیگر حضُور المسیح نے یہ کہا کہ خواہ انسان کو قتل کیا جائے یا حادثہ کا شکار ہو یا طبعی مَوت مرے، اُس کی عاقبت کا انجام ایک جیسا ہی ہے تاوقتیکہ وُہ توبہ کر کے خُدا کی طرف نہ پھرے۔ جب تک اِس پر عمل نہ کیا جائے ایمان قطعی ناممکن ہے۔ توبہ سے خُدا کے فضل کا راستہ مسدُود نہیں ہوتا بلکہ یہ خُدا کے فضل کا راستہ کھول دیتی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ نجات کا تمام تر دارومدار خُدا کے فضل پر ہے۔ ہم اِس بات پر غور کر چُکے ہیں کہ قربانیاں، رسُومات یا شرعی کام کبھی بھی کسی ایک رُوح کو بچا نہ سکے۔ بائبل مقدّس فرماتی ہے کہ کوئی شریعت کے وسیلہ خُدائے قدّوس کی نظر میں راستباز نہیں ٹھہر سکتا۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ "راستباز ایمان سے جیتا رہیگا" (رومیوں ۱: ۱۷)۔ نجات، مُعافی اور راستبازی کا دارومدار کلیتہً حضُور المسیح کے کفّارہ پر ہے۔ اگر صلیب پر حضُور المسیح کی قربانی کو کِسی کے لئے خواہ اُس کی عمر کِتنی ہی کیوں نہ ہو مؤثر ہونا ہے تو اُس شخص کو

گناہ سے توبہ اور حضور المسیح کو ایمان کے ساتھ قبول کرنا لازمی ہے۔

یوناہ نبی نینوہ میں اُس وقت تک توبہ کی منادی کرتا رہا جب تک کہ اُنہوں نے توبہ نہ کی۔ حزقی ایل نے بھی یہ کہہ کر توبہ کی منادی کی کہ "پس خداوند خدا فرماتا ہے اے بنی اسرائیل میں ہر ایک کی روش کے مطابق تمہاری عدالت کروں گا۔ توبہ کرو اور اپنے تمام گناہوں سے باز آؤ تاکہ بدکرداری تمہاری ہلاکت کا باعث نہ ہو" (حزقی ایل ۱۸: ۳۰)۔ یوحنا بپتسمہ دینے والے کا بھی عظیم پیغام یہی تھا۔ اُس نے کہا "توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے" (انجیلِ مقدس متی ۳: ۲)۔

نئے عہد نامہ میں توبہ کا ذکر ۶۰ مرتبہ آیا ہے۔ حضور المسیح نے فرمایا "اگر تم توبہ نہ کرو گے تو سب اسی طرح ہلاک ہو گے"۔ پطرس رسول نے جو پیغام عیدِ پنتکست کے دن دیا وہ یہ تھا کہ "توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے ..." (انجیل جلیل اعمال ۲: ۳۸)۔

پولس رسول نے بھی توبہ کی منادی کی۔ "وہ یہودیوں اور یونانیوں کے رُوبرُو گواہی دیتا رہا کہ خدا کے سامنے توبہ کرنا اور ہمارے خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا چاہئے" (اعمال ۲۰: ۲۱)۔ بائبل فرماتی ہے کہ خدائے قدوس خود توبہ کا حکم دیتا ہے۔ "پس خدا جہالت کے وقتوں سے چشم پوشی کر کے اب سب آدمیوں کو ہر جگہ حکم دیتا ہے کہ توبہ کریں" (اعمال ۱۷: ۳۰)۔ یہ حکم ہے۔ یہ تاکید ہے۔ خدائے قدوس فرماتا ہے "توبہ کرو یا ہلاک ہو جاؤ"۔ کیا آپ نے توبہ کی ہے؟

لفظ "توبہ" سے حضور المسیح کا کیا مطلب تھا؟ یہ بائبل مقدس میں کیوں بار بار آیا ہے؟ اگر آپ کسی جدید لغت میں اس کے معنی دیکھیں تو آپ کو

اِس کا مطلب افسوس، پچھتاوا اور پریشانی ملے گا۔ لیکن یُونانی اور عبرانی اصل میں اِس لفظ کا مطلب اِس سے کہیں وسیع ہے۔ وُہ گناہ کے بارے میں محض افسوس کا اظہار کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ بائبل مُقدّس میں توبہ کا مطلب ہے "مڑنا"۔ یہ لفظ کسی شخص کی زندگی میں مکمّل انقلاب کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جب بائیبل ہمیں توبہ کرنے کے لئے کہتی ہے تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ ہم گناہ سے پھریں یعنی اُس کی طرف پُشت کر کے اُس کی اور اُس سے متعلق تمام باتوں کی مخالف سمت میں چلنے لگیں۔

خُداوند مسیح نے "توبہ" کے بارے میں اپنے مطلب کو واضح کرنے کے لئے مُسرف بیٹے کی کہانی بیان کی۔ جب مُسرف بیٹے نے توبہ کی تو اُس نے اپنے تمام گناہوں کے بارے میں بیٹھ کر افسوس نہیں کیا تھا۔ وُہ اِس کے بارے میں چُپکا اور بے حِس نہیں بنا رہا۔ وُہ اُس جگہ بیٹھا نہیں رہا جہاں اُس کے چاروں طرف سُوّر چر رہے تھے۔ وُہ اُٹھا اور چل دیا۔ اب وُہ مخالف راستے پر گامزن تھا۔ اُس نے اپنے باپ کو تلاش کیا اور اپنے آپ کو پست کیا اور اِس کے بعد اُسے اُس کا اجر مِلا۔

فی زمانہ اکثر لوگ توبہ کا حقیقی مطلب نہیں جانتے۔ وُہ سمجھتے ہیں کہ اپنے گناہوں سے پچھتانا اور افسوس کا اظہار کرنا ہی توبہ ہے۔ اِس کا اکثر اُن کی زندگی پر قطعی اثر نہیں ہوتا بلکہ وُہ اپنی پُرانی ہی روش پر گامزن رہتے ہیں۔

حقیقی توبہ کا مطلب ہے پھرنا یا پلٹنا اور مخالف سمت میں چلنا۔ توبہ میں صرف افسوس اور پچھتاوا کافی نہیں ہے۔ یہوداہ اسکریوتی کو بھی افسوس تھا لیکن اُس نے کبھی بھی توبہ نہیں کی۔ اِس ضمن میں اپنی اِصلاح بھی کافی نہیں ہے۔ کوئی بھی ایسا دُکھ نہیں ہے جو ہم اپنے جسم کو دے کر قادرِ مُطلق خُدا کو خوش

کر سکیں۔ منجیِ عاصیاں حضور المسیح نے صلیب پر ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ دیا ہے۔ وہاں آپ نے گناہ کی سزا برداشت کی۔ ہم مسیحی زندگی میں خواہ کتنی بھاری تکلیف کیوں نہ اُٹھائیں، اُن سے ہماری نوبت توبہ تک نہیں پہنچتی۔

لیکن جس قسم کی توبہ کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں وہ بائبل مُقدس کے مطابق حقیقی توبہ ہے۔ اِس میں تین باتیں شامل ہیں یعنی علم، جذبات اور ارادہ۔ سب سے پہلے ہمیں گناہ کا علم ہونا چاہئے "سب نے گناہ کیا اور خُدائے پاک کے جلال سے محروم ہیں" (انجیل منورّہ رومیوں ۳: ۲۳)۔ جب یسعیاہ نبی نے اپنے گناہوں کو محسوس کیا تو بول اُٹھا "مجھ پر افسوس! ... کیونکہ میرے ہونٹ ناپاک ہیں"۔ جب ایوب نبی نے جانا کہ وہ گنہگار ہے تو کہا "مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے" (ایوب ۴۲: ۶)۔ جب پطرس رسول کو اپنے گناہوں کا احساس ہوا تو اُس نے کہا "میں گنہگار آدمی ہوں" (لوقا ۵: ۸)۔ پولُس رسول نے اپنے گناہوں کو دیکھتے ہوئے کہا کہ "میں سب سے بڑا گنہگار ہوں"۔

درحقیقت، یہ خُدا کا پاک رُوح ہے جو کسی کو اُس کے گناہوں کے بارے میں قائل کرتا ہے۔ سب سے پہلے پاک رُوح اُس کے دل و دماغ میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ماں کی دُعا، پاسبان کے وعظ، ریڈیو پر مسیحی پروگرام، گرجے کے بُلند و بالا میناروں کا نظارہ، یا کسی عزیز کی موت کے ذریعہ اِس قائلیت کو پیدا کرے۔

مَیں نے اپنی میٹنگوں میں بارہا دیکھا ہے کہ لوگ قائلیت کے زیرِ اثر کانپنے لگتے ہیں تو بھی وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کرتے۔ یہ مُمکن ہے کہ آپ اپنے گناہ سے قائل ہوں اور جانتے ہوں کہ آپ گنہگار ہیں اور یہاں تک کہ اپنے گناہوں پر آنسو بھی بہاتے ہوں تو بھی توبہ نہ کریں۔

دوُسری، توبہ میں جذبات کا بھی حِصّہ ہے جیسے کہ وُہ تمام حقیقی تجربات کا حِصّہ ہوتے ہیں۔ پولس رسُول فرماتے ہیں "خُدا پرستی کا غم ایسی توبہ پیدا کرتا ہے جسکا انجام نجات ہے"۔ بعض لوگ ہر قسم کے جذبات سے نفرت کرتے ہیں اور بعض ایسی توبہ کو جس میں جذبات کارفرما ہوتے ہیں شک وشُبہ کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ بلاشک، جھُوٹے جذبات میں بڑے خطرات ہوتے ہیں، لیکن اِس بنا پر حقیقی جذبات اور گہرے احساسات کو ردّ نہیں کیا جاسکتا۔

تیسری، توبہ میں انسانی مرضی یا اِرادہ کار فرما ہوتا ہے۔ ہماری نوبت صرف اُس وقت ہی صحیح توبہ تک پہنچتی ہے جب ہم اُس کا ارادہ کرلیتے ہیں۔ ہم میں گناہ کو ترک کرنے کا عزمِ صمیم ہونا چاہئے یعنی ایسا ارادہ جس سے ہمارا اپنے، گناہ اور خُدا کے بارے میں رویہّ تبدیل ہوجائے اور جس سے ہمارے احساس، مرضی اور مقصد میں تبدیلی آجائے۔

صرف پاک رُوح ہی آپ کو حقیقی توبہ کے لئے مضبُوط اِرادہ یا عزم دے سکتا ہے۔ اس کا مطلب اُس لڑکی سے کہیں زیادہ ہے جس نے دُعا کی کہ "اے باپ، مجھے نیک لڑکی بنا، مگر بہت زیادہ نیک نہیں۔ بس اتنی کہ مار اور سزا سے بچ سکوُں"۔

بے شمار لوگ ایسے ہیں جن کے نام کلیسیائی رجسٹروں میں درج ہیں وُہ جب فرُصت ہو گرجے جاتے ہیں۔ وُہ چندہ دیتے اور کلیسیائی سرگرمیوں میں حِصّہ لیتے ہیں۔ وُہ عبادت کے بعد پادری صاحب سے ہاتھ ملاتے اور اُن کے وعظ کی تعریف کرتے ہیں۔ وُہ مسیحیوں کی زبان میں گفتگو کرتے اور کلام کے حوالے دیتے ہیں لیکن اُنہیں حقیقی توبہ کا تجربہ نہیں ہوتا۔ اُن کا مذہب کے بارے میں رویہّ ابن الوقت کا سا ہوتا ہے۔ وُہ خدائے پاک کی طرف

صرف اُس وقت ہی رجُوع کرتے اَور دُعا مانگتے ہیں جب کسی مصیبت میں پھنس جاتے ہیں، لیکن اپنی آسُودہ حالی میں خُدا کی طرف بہت کم دھیان دیتے ہیں۔ بائیل مُقدّس سکھاتی ہَے کہ جب کوئی خُداوند مسیح کے قدموں میں آتا ہے تو اُس میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہو جاتی ہَے جو اُس کے ہر کام میں نظر آتی ہَے۔

بائیل مقدّس میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہَے جِس سے یہ ظاہر ہو کہ آپ مسیحی ہوتے ہوئے جِس قسم کی زندگی چاہیں بسر کر سکتے ہیں۔ جب حضور المسیح انسان کے دل میں داخل ہوتے ہیں تو آپ اُس کا خُداوند اور مالک بننے کا تقاضا کرتے ہیں۔ آپ اِس بات کا مُطالبہ کرتے ہیں کہ انسان اپنے آپ کو پُوری طرح آپ کے حوالے کر دے۔ آپ اس کے خیالات پر کنٹرول کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تقاضا کرتے ہیں کہ ایمان لانے والے کا جِسم صرف اور صِرف آپ کی ملکیت ہو۔ آپ اُس کی اہلیت اور خوبیوں کا مالک بننا چاہتے ہیں۔ آپ اِس بات کے خواہشمند رہتے ہیں کہ ایماندار کے کام اَور محنت و مشقت آپ کے نام میں انجام پائیں۔

فی زمانہ ایسے لوگ اکثریت میں ہیں جو عبادت کرنے پر اپنے نجیّ کاموں اور مشغلوں کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر اُن کے سامنے شادی میں اور عبادت میں شریک ہونے کی دعوتیں رکھی جائیں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وُہ کس میں شرکت کریں گے۔ ہزاروں مسیحی اپنا معیارِ زندگی بُلند کرنے کے لئے بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں لیکن کلیسیا کی تعمیر و ترقی کے لئے اُن کے پاس پیسہ نہیں ہوتا۔ ہمارے پاس سینما، میلے ٹھیلے اور سیر سپاٹے کے لئے تو وقت ہوتا ہے لیکن اپنے مہربان خُدا کے لئے وقت نہیں نکال سکتے۔ ہم زیور، ریڈیو، ٹرانسسٹر یا ٹی وی خریدنے کے لئے تو پیسہ بچا سکتے ہیں لیکن دہ یکی یا دیگر کلیسیا کی امداد کے لئے نہیں دے

سکتے ۔ ہم بُت پرستوں کی طرف اُنگلی سے اشارہ کر کے کہتے ہیں "اِن کو دیکھو!" لیکن اُن میں اور ہم میں فرق یہ ہے کہ کھُدی ہُوئی مُورتیوں کی بجائے ہم مادی اشیاء مثلاً زیور، ٹی۔ وی اور شاندار مکانوں کو پوجتے ہیں۔ یہ بھی بُت پرستی ہے۔ اِس لئے ضرُوری ہے کہ ہم میں تبدیلی واقع ہو۔
خُداوند مسیح چاہتے ہیں کہ آپ کی تمام باتوں کے مالک بنیں ۔ آپ اس بات کے آرزومند ہیں کہ ایماندار اپنی سماجی، خاندانی اور کاروباری زندگی آپ کے سپُرد کر دیں ۔ آپ کو اپنے پیروکاروں کے ہر کام ، ہر خیال اور ہر بات چیت میں اوّل درجہ مِلنا چاہیئے کیونکہ جب کوئی توبہ کرتا ہے تو وُہ ہر بات میں خُدائے قدوُس کی طرف پھرتا ہے ۔ حضور المسیح نے ہمیں آگاہ کیا ہے کہ تا وقتیکہ ہم آپ کے لئے سب کچھ نہیں چھوڑتے اور اپنی زندگی کے ہر گناہ سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہوتے، آپ ہمیں اپنی بادشاہی میں خوش آمدید نہیں کہیں گے ۔ آپ اپنی زندگی کی چند نکمّی باتوں کو ترک کرنے کی کوشش نہ کریں ۔ یہ نہ کہیں کہ "مَیں اپنی زندگی کا کچھ حِصّہ حضور المسیح کو دیتا ہُوں اور باقی اپنی خواہش کے مطابق بسر کروں گا"۔ خُداوند یسوع مسیح ہم سے سو فیصد اطاعت چاہتے ہیں ۔ جب کوئی اِس طرح آپ کا اطاعت گزار بن جاتا ہے تو آپ اُسے اِس کا ہزار گُنا اجر دیتے ہیں ۔ لیکن یہ خیال کبھی نہ کریں کہ اگر کوئی اپنی زندگی کا پچاس فیصد دے تو حضور المسیح اُس کو پانچسو گُنا برکت دیں گے ۔ خُدائے برحق اسطرح کام نہیں کرتا ۔ وُہ مکمّل اطاعت چاہتا ہے ۔ جب آپ نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آپ گناہ کو ترک کرنے اور اپنی زندگی حضُور المسیح کو دینے ہیں تو آپ نے خُدا کے ساتھ صُلح کے لئے ایک اور قدم اُٹھا لیا ہے ۔

پانچواں باب

ایمان

"تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات مِلی ہَے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں، خُدا کی بخشش ہے۔ اور نہ اعمال کے سبب سے ہَے تاکہ کوئی فخر نہ کرے" (افسیوں ۲: ۸-۹)۔

اب ہم خدائے برحق کے ساتھ صُلح کے سلسلہ میں اگلے قدم پر غور کرتے ہیں۔ اب آپ کی موجُودہ حالت یہ ہے کہ آپ اپنی گذشتہ زندگی اور گنّاہوں کو ترک کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے اِرادہ کر رکھا ہَے کہ آپ کی زندگی میں تبدیلی ضرور واقع ہوگی۔ اب آپ خدائے قدوس سے دُور نہیں جا رہے ہیں بلکہ اُس کی محبّت، رحمت اور حفاظت کی طرف قدم بڑھا رہے ہیں۔ آپ نے فیصلہ کر لیا ہے، آپ نے اپنی راہ منتخب کر لی ہے، آپ نے توبہ کی ہَے اور آپ صحیح راستے پر گامزن ہو گئے ہیں۔ آپ نے وُہی راستہ چُنا ہے جو حضرت مُوسےٰ نے تقریباً ساڑھے تین ہزار سال پیشتر چُنا تھا جب وُہ خُدا کی خاطر اپنے حقوق اور مِصر کے تخت سے دستکش ہو گیا تھا۔

جب مُوسیٰ نے یہ عظیم فیصلہ کیا اور اِس نتیجہ پر پہنچا کہ ایمان اور سچّائی کے ساتھ دُکھ اور مشکلات، دولت اور شہرت اور خُدا کی محبّت کی عدم موجودگی کی نسبت کہیں بہتر ہیں تو وُہ چالیس برس کا تھا۔ تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں مِلتی کہ کسی کو اِس سے زیادہ مُشکل فیصلہ کرنا پڑا ہو۔

مُوسیٰ نبی بڑا مہذّب، تعلیم یافتہ، صاحبِ ثروت اور اہم شخص تھا۔

چونکہ وُہ فرعون کی بیٹی کا بیٹا تھا اِس لئے ہر طرح کی عزت، ہر قسم کی راحت اور اختیار کا مالک تھا۔ مصر کا تخت، جو اُس زمانہ میں سب سے طاقت ور، امیر اور عیش و عشرت کا گڑھ تھا اُس کی رسائی میں تھا۔ اِس کے باوجود بھی بائبل ہمیں بتاتی ہے کہ "ایمان ہی سے مُوسیٰ نے بڑے ہو کر فرعون کی بیٹی کا بیٹا کہلانے سے انکار کیا۔ اِس لئے کہ اُس نے گُناہ کا چند روزہ لُطف اُٹھانے کی نسبت خُدا کی اُمّت کے ساتھ بدسلوکی برداشت کرنا زیادہ پسند کیا۔ اور مسیح کے لئے لعن طعن اُٹھانے کو مصر کے خزانوں سے بڑی دولت جانا کیونکہ اُس کی نگاہ اجر پانے پر تھی۔ ایمان ہی سے اُس نے بادشاہ کے غصّہ کا خوف نہ کر کے مصر کو چھوڑ دیا۔ اِسلئے کہ وُہ اندیکھے کو گویا دیکھ کر ثابت قدم رہا" (عبرانیوں ۱۱: ۲۴-۲۷)۔

ذرا غور کریں، اُس نے اِنکار کیا۔ یہی حقیقی تو یہ ہے، اور پھر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ اُس نے ایمان سے کیا۔ یہ اُس نے کسی وقتی جذباتی ماحول کے تحت نہیں کیا اور نہ پریشانیوں سے گھبرا کر۔ وُہ اِتنا بےبس اور لاچار شخص نہیں تھا جس کی دسترس سے کوئی شے باہر ہو۔ اُس نے خُدا کی راہ کو اِس لئے اختیار نہیں کیا تھا کہ وُہ کسی ایسی چیز کو حاصل کرے جو زندگی نے اُس سے روک رکھا تھا، اور نہ اُس نے اُسے مذہبی بوریت کے باعث اپنایا۔ اُس نے اِسے کسی دلچسپی، دل بہلاوے اور تفریح طبع کے لئے بھی اختیار نہیں کیا۔ اُسے شیطان اور جسمانی باتوں سے فرار کے لئے مجبور نہیں کیا گیا تھا۔ یہ اُس نے اپنی مرضی سے کیا۔ مُوسیٰ نہ تو کمزور دِل اور نہ کمزور ارادے کا انسان تھا۔ وُہ گمنام اور مُفلس نہیں تھا جو اپنی شہرت اور مرتبے کا خواہاں ہو۔ وُہ ایسا شخص نہیں تھا جس کے بارے میں مذہب کا تمسخر اُڑانے

والے کہتے ہیں کہ ایسے اشخاص ہی کو نجات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مُوسیٰ کے پاس لوگوں کے خواب و خیال سے بھی زیادہ تھا۔ لیکن اِس کے باوجود بھی اُس نے عین جوانی میں خوب سوچتے سمجھتے ہوئے دولت، مرتبہ اور عزت کی طرف سے مُنہ موڑ لیا اور "خدا پر ایمان" کو چُن لیا۔ جب کبھی مَیں یہ سُنتا ہُوں کہ مذہب کی ضرورت صرف اُن لوگوں کو ہے جو مایُوس، اَور بے یار و مددگار ہوتے ہیں تو مجھے مُوسیٰ یاد آجاتا ہے۔

مَیں نے ہزاروں مَرد و خواتین سے اُن کے رُوحانی مسائل پر بات چیت کی ہے۔ مجھے معلوم ہُوا کہ جب کبھی صاحبِ رائے اشخاص مسیح کو بطور نجات دہندہ ردّ کر دیتے ہیں تو وُہ اِس لئے نہیں کرتے کہ مسیحی تعلیم اُن کے لئے عقلی طور پر قابلِ قبول نہیں ہوتی بلکہ وُہ اُن ذمّہ داریوں اور فرائض سے بچنا چاہتے ہیں جن کا تقاضا مسیحی زندگی کرتی ہے۔ وُہ روشن عقل کی بجائے اپنے کمزور دِل کی پیروی کرتے ہیں جو اُن کے اَور مسیح کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ وُہ اپنے آپ کو مسیح کے تابع فرمان نہیں بنانا چاہتے اور نہ اپنی ہر شئے آپ کے سپُرد کرنے کو تیار ہوتے ہیں۔

مُوسیٰ نے مذہب کے تقاضوں اور فرائض پر بڑی احتیاط سے غور کیا۔ اُس نے محسُوس کیا کہ اگر وُہ خدا سے اپنے آپ کو وابستہ کرے گا تو اُسے اُن تمام دُنیاوی چیزوں سے جو عام طور پر لوگوں کو بہت عزیز ہوتی ہیں دستبردار ہونا پڑے گا۔ اُس نے اِس مُعاملے پر جلد بازی سے غور نہیں کیا اور نہ کسی اچانک تحریک سے متاثر ہوکر خُدا سے رجُوع کرنے کا یہ فیصلہ کیا۔ اُسے معلُوم تھا کہ اُسے اُس کے لئے کیا قربانی دینی پڑے گی۔ وُہ اپنے تربیّت یافتہ ذہن اور اعلیٰ دماغی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اِس

نتیجہ پر پہنچا تھا۔ اُس کا آخری فیصلہ تجرباتی نوعیّت کا نہیں تھا۔ اُس نے ایمان کو آزما کر نہیں چُنا تھا۔ یہ اُس کی پختہ قائلیّت کا نتیجہ تھا، ایک ایسی قائلیت جسے قسمت کی نیرنگیاں، یا طویل محرومیوں کی آزمائش بدل نہیں سکتی تھیں۔ اُس نے تمام کشتیوں کو جلا ڈالا تھا تاکہ اُس کی نئے ایمان سے پسپائی ممکن ہی نہ رہے۔ جب مُوسیٰ کو چالیس سال کی عُمر میں اِس عظیم بُحران کا سامنا کرنا پڑا تو اُس نے اپنے آپ کو بلا شرط ہمیشہ کے لئے، ہر قِسم کے حالات میں سے گذرنے کے لئے خُدا اور اُس کے احکام کے تابع کر دیا۔

مُوسیٰ کے فیصلہ کی نوعیّت مشہور سوانح نگار گملی ایل بریڈ فورڈ سے کس قدر مُختلف تھی جس نے جب وُہ موت کے قریب تھا تو کہا تھا کہ "مَیں اِس خُوف سے نئے عہد نامہ کو پڑھنے کی جُرأت نہیں کرتا کہ مبادا غلط راہ پر چلنے اور سچّے خُدا سے غدّاری کرنے کے باعث فکر و تردّد اور شک و شُبہ کرنے کے باعث میرے دِل میں اور خوف و ہراس کا طوفان بپا ہو جائے"۔

مُوسیٰ کو اِس قِسم کا خوف لاحق نہیں تھا، اور آپ بھی جب ایمان کی راہ سے خُداوند مسیح کی طرف رجُوع کرتے ہیں تو آپ کو بھی خُوف زدہ نہیں ہونا چاہئے۔ آپ یہ کہتے ہُوئے رجُوع نہ کریں کہ "مَیں تھوڑے عرصہ تک مسیحیت کو آزماؤں گا اور اگر موافق آئی تو ٹھیک، ورنہ مَیں کوئی اور طرزِ زندگی اختیار کروں گا"۔ جب آپ مسیح کے پاس آتے ہیں تو آپ کو واپسی کے راستوں کے تمام پُلوں کو توڑنا ہو گا۔

صدیوں پیشتر جب خونخوار رومی شہباز نے اپنے پَر ساری دُنیا پر پھیلائے، تو رومی شجاع اور جنگجو قیصر کی قیادت میں برطانیہ کو فتح کرنے کے لئے چل پڑے۔ جونہی اہلِ برطانیہ کو سمندر میں اُن کے جہاز نظر آئے تو وُہ اُن کا مقابلہ کرنے کے

لئے بلند مقامات پر پہنچ گئے۔ جب رومی سمندر کے ساحل پر اُترے، تو انگریز یہ دیکھ کر بڑے حیران ہُوئے کہ اُنہوں نے اپنے تمام جہازوں کو آگ لگادی اور اسطرح اپنی پسپائی کا راستہ بند کر دیا۔ اِس قسم کے ناقابلِ تسخیر جذبہ کی موجودگی میں وُہ کیونکر ناکام رہ سکتے تھے! بعینہٖ مسیحِ مصلوب بھی ہم سے اِس قسم کی قطعی عقیدت اور اطاعت کا تقاضا کرتے ہیں۔ "یسوع نے اُس سے کہا جو کوئی اپنا ہاتھ ہل پر رکھ کر پیچھے دیکھتا ہے وُہ خدا کی بادشاہی کے لائق نہیں" (انجیلِ مقدّس لوقا ۹: ۶۲)۔

مُوسیٰ نے یہ دِل ہلا دینے والا فیصلہ اُس وقت کیا جب وُہ زندگی کے دوراہے پر کھڑا تھا۔ اُس کی دُوربین عقل نے اِس فیصلہ کے تمام حقائق کو اچھی طرح جانچا۔ اُس نے دونوں راستوں کے اختتام اور انجام پر غور کیا۔ اُس نے اِس کے عیوب و محاسن کو بھی پرکھا اور اِس کے بعد خُدا پر ایمان رکھنے کا فیصلہ کیا۔

سب سے پہلے اُس نے چوڑے راستے پر غور کیا جو قوّت واختیار اور عیش وعشرت اور ایسی اشیاء سے پُر تھا جو دُنیا کے نزدیک خوشی وخرمی کا باعث ہیں۔ یہ جانا پہچانا راستہ تھا اور وُہ اُس سے بخوبی آگاہ تھا۔ وُہ اُس پر چالیسؔ برس تک گامزن رہا اور جانتا تھا کہ یہ تباہی اور بربادی کی طرف لے جاتا ہے۔ پھر اُس نے دُوسرے راستے پر نگاہ ڈالی جو تنگ اور مُشکل راستہ ہے۔ اُس نے وہاں دُکھ، اذیت اور مایوسیاں دیکھیں۔ اگرچہ اُس نے وہاں مُشکلات، غم، افسوس اور دُکھ درد دیکھا لیکن ساتھ ہی اُس نے ایمان کی آنکھ سے یہ بھی دیکھا کہ وہاں فتح اور ابدی زندگی کا اجر بھی ہے۔ ممکن ہے کہ مُوسیٰ سے کم قوّتِ فیصلہ اور تجربہ رکھنے والا شخص چوڑا راستہ اختیار کرنے کی آزمائش میں پڑ جاتا۔ اُس وقت مِصر دُنیا کی عظیم ترین قوّت تھا۔ اُس کے قبضہ میں دریائے نیلؔ کی زرخیز وادی تھی جو تمام دُنیا کے لئے اناج کا گھر تھی۔ اُس کی فوج نہایت مضبُوط تھی اور اُس کے کالج اور یُونیورسٹیاں

دُنیا کے لئے ایک نمونہ تھیں۔

ہم میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہوں نے مُوسیٰ کی طرح خُدا کے لئے اتنا کچھ چھوڑا۔ شاید ہم میں سے چند ایک ہوں جن کا واسطہ ایسی نوع بہ نوع آزمائشوں سے پڑا اور اُنہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کہا گیا ہو! بہت کم لوگوں کے قبضۂ قدرت میں اِس قدر بہتات سے دُنیاوی عیش و عشرت اور خوشی و خرمی کا سامان ہوتا ہے جتنا کہ مُوسیٰ کے اختیار میں تھا۔ اِس پر طُرفہ یہ کہ گناہ میں لذّت بھی ہے۔ اِس کا اقرار بائبل بھی کرتی ہے اگرچہ یہ لذّت وقتی ہوتی ہے جو دِلی اطمینان و تسلّی کا باعث نہیں بنتی۔

خُدا کو منتخب کرنے کے باعث، مُوسیٰ کو عظیم قُربانی دینی پڑی۔ لیکن ساتھ ہی وُہ ایک عظیم اجر کا حقدار بھی ٹھہرا۔ مُوسیٰ کے زمانہ میں دولتمندی کے مواقع بہت کم تھے، درحقیقت چند ایک ہی ایسے اشخاص تھے جنہیں مُوسیٰ کی طرح مواقع حاصل تھے کہ وُہ دُنیا کے امیر ترین شخص بن سکتے۔

فی زمانہ مُتعدد اشخاص بے حساب دولت جمع کر سکتے ہیں۔ امریکہ میں چند کامیاب ترین صنعت کار ایک جگہ جمع ہُوئے۔ اِس میٹنگ میں دُنیا کی سب سے بڑی نجی اسٹیل کمپنی کا صدر، عظیم ترین یوٹیلٹی کمپنی کا صدر، گندم کا سب سے بڑا سٹہ باز، اسٹاک ایکسچینج کا صدر، کیبنیٹ کا ایک رُکن، بنک آف انٹرنیشنل سیٹلمنٹ کا صدر اور ایک دُوسرا شخص جو دُنیا کا عظیم تجارتی اِجارہ دار تھا، ایک میز کے اِرد گرد بیٹھے تھے۔ یہ آٹھوں اشخاص، جتنی دولت امریکی خزانہ میں تھی اُس سے کہیں زیادہ کنٹرول کرتے تھے۔ اُن کی کامیابی کی کہانیاں سکول کے بچّوں تک کی زبان پر تھیں۔ یہ لوگ ایسا نمونہ تھے جس کی نقل دُوسرے لوگ اُتارنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ یہ مالی اور تجارتی دیو تھے۔

۱۹۲۳ء میں اُن لوگوں کے مُتعلق جو کہانیاں مشہور تھیں وُہ بڑی دِلکش اور اُبھارنے والی تھیں - اُن سے لوگوں میں اشتیاق اور پروازِ فکر پیدا ہوئی - اِن سے دُوسرے لوگوں کو اُن جیسا بننے کی کوشش کرنے کی تحریک مِلی - لیکن یہ کہانیاں ادھوری تھیں - اِختتامی باب ہنوز تحریر ہونا تھا -

جب یہ آٹھوں اشخاص ایک جگہ جمع تھے تو یہ بھی اپنی اپنی زندگی کے اُسی مقام پر کھڑے تھے جہاں ایک وقت مُوسیٰ تھا جب وُہ اپنی زندگی کے دوراہے پر کھڑا تھا - اِن کے سامنے بھی دو راستے تھے - غالباً یہ راستے ایسے تھے جنہیں وُہ دیکھ نہیں سکتے تھے اور نہ اُنہوں نے اُن کے مُتعلق کبھی سوچا ہی تھا - یہ یقیناً ایسے راستے تھے جن پر وُہ چلنا نہیں چاہتے تھے -

اب اُن کی کہانی مکمّل ہو چُکی ہے اور ہم اُن اختتامی ابواب کے بارے میں جانتے ہیں - ہم مُوسیٰ کی زندگی کی طرح اُن کی زندگیوں کے بارے میں جان سکتے ہیں اور یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ اُن میں سے کِس کی زندگی بہتر اور پُر حکمت تھی -

اسٹیل کمپنی کا صدر اپنی آخری زندگی میں قرض پر گُذر بسر کرتا رہا اور مُفلسی کی حالت میں مرا - گندم کا عظیم سٹّہ باز غیر مُلک میں دیوالیہ ہو کر مَرا - اسٹاک ایکسچینج کا صدر، سنگ سنگ کی اصلاحی جیل میں قید رہا - کیبنیٹ کے رُکن کو جیل سے مُعافی مِل گئی تاکہ اپنے گھر پر مَر سکے - اِنٹرنیشنل سیٹلمنٹ بنک کے صدر اور دُنیا کے تجارتی اِجارہ دار نے خودکُشی کر لی -

اِن تمام لوگوں کے پاس روپیہ، اختیار، شُہرت، عزّت، سمجھ اور تعلیم تھی، لیکن یہ سب ایک نعمت سے عاری تھے جو زندگی کو حقیقی مفہوم اور مقصد عطا کرتی ہے - ان سب میں ایک صِفت کی کمی تھی جو مسیحی ایمان اور عمل کے لئے ضروری ہے، جو زندگی کی تبدیلی کو ممکن اور نئی پیدائش کو حقیقی بنا دیتی ہے - اُنہوں نے

خُدا پر اعتقاد رکھنے سے اِنکار کیا۔

ان لوگوں میں ایمان نہیں تھا یا اگر ایمان تھا تو اُنہوں نے اُس پر عمل کرنے سے اِنکار کر دیا۔ اگر وُہ اپنے خزانہ میں مسیح پر ایمان کو بھی شامل کر لیتے تو اُن کی زندگی کے اختتامی ابواب کِسقدر مُختلف ہوتے!

غور کریں کہ یہ ایمان ہی تھا جس کی بنا پر مُوسیٰ نے مِصر کی دولت کو ٹُھکرا دیا تھا۔ یہ اُس کا ایمان ہی تھا جس سے اُسے عِلم ہُوا کہ اگرچہ اُسے اپنی باقی زمینی زندگی میں محتاجی اور ذلّت کا سامنا کرنا پڑے گا تو بھی اُسے آخر میں عظیم ترین اجر یعنی ہمیشہ کی زندگی مِلے گی۔

یہ لوگ مُوسیٰ کو ضرور بے وقوف سمجھتے ہوں گے۔ وُہ کہتے ہوں گے کہ "نُو نقد نہ تیرہ اُدھار"۔ وُہ یہ بھی کہتے ہوں گے "تمہیں معلُوم ہے کہ تمہیں مِصر میں کیا کچھ حاصل ہے۔ تُم جانتے ہو کہ تمہاری جیسی عقل کا مالک شخص اِس دولت اور قوّت کو کیسے استعمال کر سکتا ہے۔ اپنی صلاحیتّوں سے کام لو اور پھر دیکھو کہ مِصر تمام دُنیا کی تجارت کو کنٹرول کرنے لگے گا۔ تم تمام مُلکوں کو تجارت کے میدان سے بھگا سکو گے"۔ وُہ یقیناً یہی کچھ کہتے ہوں گے کیونکہ وُہ ایسے ہی خیالات رکھتے اور یہی کچھ کیا کرتے تھے اور اُن میں سے مُتعدد نے اِسی طریقہ سے دولت جمع کی تھی۔ وُہ یقیناً ایسے شخص پر ہنستے جو یہ کہتا کہ "میں خُدا پر اعتقاد یا مسیح پر ایمان رکھتا ہُوں"۔ وُہ کہتے تھے " ایمان سے ہمارا کبھی کام نہیں چلے گا"۔

لیکن بائبل مُقدّس یہ تعلیم دیتی ہَے کہ صِرف ایمان ہی ایک ایسا وسیلہ ہَے جس سے خُدا تک رسائی ہو سکتی ہَے "خُدا کے پاس آنے والے کو ایمان لانا چاہئے کہ وُہ موجُود ہے اور اپنے طالبوں کو بدلہ دیتا ہَے" (عبرانیوں ۱۱: ۶)۔ بائبل مُقدّس یہ بھی سکھاتی ہَے کہ ایمان باقی تمام باتوں کی نسبت خُدا کو زیادہ

پسند ہے۔ "بغیر ایمان کے اُس کو پسند آنا ناممکن ہے" (عبرانیوں ۱۱: ۶)۔

تمام دُنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو خُدا کی نظر میں مقبول ٹھہرنے کے لئے اپنے آپ کو اذیّت دیتے، عجیب و غریب لباس پہنتے، اپنے جسم کو بگاڑتے، اپنے آپ کو ضروریاتِ زندگی سے محروم رکھتے، دُعا و بندگی میں بہت زیادہ وقت صرف کرتے اور خُود انکاری و قربانی سے کام لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ سب اچھّا ہو لیکن سب سے بڑی بات جو ہم خُدا کو خوش کرنے کے لئے کر سکتے ہیں وُہ اُس پر ایمان لانا ہے۔

مَیں اپنے کِسی دوست کے پاس جا کر اُس کی خُوب تعریف و توصیف کر سکتا ہُوں لیکن اگر میں اپنے تمام خوش کن اور خوبصورت الفاظ کے باوجود یہ کہوں کہ مَیں آپ پر بھروسہ نہیں کر سکتا تو میری تمام تعریف و توصیف بے معنی ٹھہرے گی۔

خُدا کو پسند آنے کا سب سے بڑا طریقہ یہ ہے کہ ہم اُس کے کلام پر ایمان لائیں۔ درج ذیل آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حُضور المسیح اپنے سامعین سے ایمان لانے کے لئے کہہ رہے ہیں "میرا یقین کرو کہ مَیں باپ میں ہُوں اور باپ مُجھ میں۔ نہیں تو میرے کاموں ہی کے سبب سے میرا یقین کرو" (یُوحنّا ۱۴: ۱۱)۔

بائبل مقدّس اعلان کرتی ہے کہ ایمان قطعی ضرُوری ہے۔ ممکن ہے کہ آپ دریافت کریں کہ "اگر ایمان اِتنا ضروری ہے تو یہ بتائیں کہ آخر ایمان ہے کیا؟ آپ کا ایمان سے کیا مطلب ہے؟ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ میں یہ کیسے معلُوم کر سکتا ہُوں کہ میرا ایمان درُست ہے کہ نہیں؟ مجُھے کِتنا ایمان رکھنا چاہئے؟"

ذرا صبر کریں، بیک وقت اِتنے سوال نہ پُوچھیں۔ مَیں ان سب سوالات کا اپنے وقت پر جواب دینے کی کوشش کرُوں گا۔

بائبل مقدّس بار بار کہتی ہے کہ ہمیں نجات صرف ایمان کے وسیلہ ہی سے مِل سکتی ہے:

"خُداوند یسوع پر ایمان لا تو تُو اور تیرا گھرانا نجات پائیگا"
(اعمال ۱۶: ۳۱) -
"جتنوں نے اُسے قبُول کیا اُس نے اُنہیں خُدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں" (یُوحنّا ۱: ۱۲)-
"اور مُوسیٰ کی شریعت کے باعث جن باتوں سے تم بری نہیں ہوسکتے تھے، اُن سب سے ہر ایک ایمان لانے والا اُس کے باعث بری ہوتا ہے"
(اعمال ۱۳: ۳۹) -
"مگر جو شخص کام نہیں کرتا بلکہ بے دین کے راستباز ٹھہرانے والے پر ایمان لاتا ہے اُس کا ایمان اُس کے لئے راستبازی گنا جاتا ہے" (رومیوں ۴: ۵)-
"پس جب ہم ایمان سے راستباز ٹھہرے تو خُدا کے ساتھ اپنے خُداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے صُلح رکھیں" (رومیوں ۵: ۱) -
"ہم ہٹنے والے نہیں کہ ہلاک ہوں بلکہ ایمان رکھنے والے ہیں کہ جان بچائیں"
(عبرانیوں ۱۰: ۳۹) -
"تُم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات مِلی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خُدا کی بخشش ہے" (افسیوں ۲: ۸) -
کیا ہم درحقیقت ایمان سے نجات پاتے ہیں؟ نہیں - ہم ایمان کے وسیلہ سے فضل سے نجات پاتے ہیں - ایمان صرف ایک واسطہ ہے جس کے ذریعہ خُدا کا فضل ہم تک پہنچتا ہے - یہ ہاتھ ہے جو آگے بڑھتا اور خُدا کی محبّت کی بخشش کو حاصل کرتا ہے - انجیلِ جلیل میں ہم پڑھتے ہیں کہ "ایمان اُمید کی ہُوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے" (عبرانیوں ۱۱: ۱)- کسی نے اِس کا ترجمہ ایک اور طرح بھی کیا ہے جس سے اِس کے مطلب کو سمجھنے میں

آسمانی ہوتی ہے۔ "ایمان اُن چیزوں کا جن کی ہم اُمید رکھتے ہیں کامل یقین ہے اور اُن چیزوں کی حقیقت کے بارے میں جنہیں ہم نہیں دیکھتے قائلیت ہے"۔ ایمان کا لفظی مطلب "چھوڑ دینا، حوالے کرنا یا دے دینا" ہے۔ ایمان کامل یقین کا نام ہے۔

مَیں قطبِ شمالی پر کبھی نہیں گیا لیکن اِس کے باوجود بھی میں ایمان رکھتا ہوں کہ قطبِ شمالی موجود ہے۔ مجھے یہ کیسے معلوم ہُوا؟ اِس لئے کہ مجھے کسی نے اُس کے مُتعلق بتایا ہے، مَیں نے تاریخ میں پڑھا ہے، مَیں نے جغرافیہ کی کتاب میں نقشہ دیکھا ہے اور میں ان لوگوں کا جنہوں نے یہ کتابیں تحریر کیں یقین کرتا ہُوں۔ مَیں یہ ایمان کے ذریعہ سے قبول کرتا ہُوں۔

بائبل فرماتی ہے کہ "ایمان سُننے سے پیدا ہوتا ہے اور سُننا مسیح کے کلام سے" (رومیوں ۱۰: ۱۷)۔ جو کچھ خُدا نے نجات کے متعلق فرمایا ہے ہم اُس کا یقین کرتے ہیں۔ ہم اِسے کسی حیل وحجّت کے بغیر قبول کرتے ہیں۔

مارٹن لُوتھر نے عبرانیوں ۱۱: ۲۷ کا ترجمہ یُوں کیا ہے: "اُس نے اُس کا جسے وہ نہیں دیکھتا تھا ایسے یقین کیا گویا کہ وہ دیکھتا ہے"۔ ہمیں کسی خاص اور پُراسرار شئے کے لئے کوشش نہیں کرنی ہے۔ مسیح خُداوند نے فرمایا کہ ہمیں چھوٹے بچّوں کی مانند بننا ہے۔ جس طرح بچّے اپنے والدین پر اعتماد کرتے ہیں اُسی طرح ہمیں بھی خُدا پر اعتماد کرنا چاہیئے۔

فرضاً آپ پچاس ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کار چلا رہے ہیں اور پہاڑی کے دامن میں ایک اندھا موڑ آجاتا ہے۔ کیا آپ فوراً کار روک کر اُتر جائیں گے تاکہ یہ دیکھیں کہ آگے سڑک بھی ہے یا نہیں؟ نہیں، آپ ایسا نہیں کرتے۔ آپ اپنا سفر جاری رکھتے ہیں کیونکہ آپ کو یقین ہوتا ہے کہ آگے سڑک ہے

حالانکہ موڑ کی وجہ سے وہ آپ کو نظر نہیں آتی۔ آپ اِسے ایمان سے قبول کرتے ہیں۔ یہی حال مسیح میں نجات بخش ایمان کا ہے۔

توبہ کی طرح، ایمان میں بھی تین عناصر شامل ہیں۔ پہلا، جو کچھ خدا نے فرمایا اُس کا علم۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے لئے بائبل مقدس کا پڑھنا ضروری ہے۔ آپ کے لئے یہ جاننا نہایت اہم ہے کہ انسان کی نجات کے بارے میں بائبل کی تعلیم کیا ہے۔ اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ آپ گنہگار ہیں اور خداوند مسیح آپ کے گناہوں کے لئے موئے تو یہ کافی علم ہے۔ بس یوحنا ۳: ۱۶ کا علم کافی ہوگا۔ متعدد لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اِس سے بھی کم علم رکھتے ہوئے نجات پائی۔ لیکن چونکہ یہ بات بہت اہم ہے اِس لئے اِسے ممکن حد تک جاننے کی کوشش کریں، اور جہاں سے آپ کو نجات کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں وُہ بائبل ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ "میں بائبل کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا، اِس لئے اُسے پڑھنے کی کوشش نہیں کرتا"۔ یہ درست رویہ نہیں ہے۔ بائبل میں متعدد ایسی باتیں ہیں جنہیں میں بھی نہیں سمجھتا۔ میرا محدود ذہن، لامحدود کو پورے طور پر کبھی نہیں سمجھ سکے گا۔ میں بجلی کو نہیں سمجھتا لیکن میں اُسے استعمال کرتا ہوں۔

لیکن خدا ہمیں کسی ناممکن بات کے لئے نہیں کہتا۔ وُہ توبہ کر کے رجوع لانے کے سلسلہ میں آپ کو اندھیرے میں چھلانگ لگانے کو نہیں کہتا۔ منجیٔ جہان حضور المسیح پر ایمان لانے کی بنیاد دُنیا کی نہایت مضبوط شہادت یعنی بائبل مقدس پر ہے۔ اگرچہ آپ اُسے پورے طور پر نہیں سمجھتے تو بھی آپ اُسے قبول کر سکتے ہیں کیونکہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اِنسان پر شیطان کا سب سے پہلا حملہ یہی ہوتا ہے کہ وُہ اُس کے دل میں خدا کے کلام کے بارے میں شک پیدا کرتا ہے۔ اگر آپ خدا کے کلام پر شک کرنے

ہیں تو آپ مُصیبت میں ہیں۔ آپ کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ آپ گنہگار ہیں اور کہ خُداوند مسیح آپ کے گُناہوں کے لئے مُوئے اور آپ کو راستباز ٹھہرانے کے لئے جی اُٹھے۔ خوشخبری کا مرکز، یسوع مسیح کی مَوت، دفن اور جی اُٹھنا ہے۔ دِلی رجُوع کے لئے جس بات کی کم ازکم ضرورت ہے یہی ہے اور اِس پر ایمان لانا اور اِسے قبول کرنا لازم ہے۔

دُوسرا، اِس میں بھی جذبات کارفرما ہوتے ہیں۔ بائبل فرماتی ہے کہ "خُداوند کا خوف علم کا شرُوع ہے" (امثال ۱:۷)۔ پولس کہتا ہے "مسیح کی محبّت ہم کو مجبُور کر دیتی ہے" (۲-کرنتھیوں ۵:۱۴)۔ خواہش، محبّت اور خوف۔ یہ سب جذبات ہیں۔ جذبات کو زندگی سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی عقلمند شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ "آؤ، ہم جذبات کو ختم کر دیں"۔ گہرے احساس کا تمام شخصیّت کو جُدا کرنا ناممکن ہے۔ ہم احساس کی گرمی کے بغیر زندگی کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ فرضاً ایک شخص کسی دوسرے شخص کو یہ کہتا ہے کہ میرے دِل میں تمہارے لئے کوئی احساس نہیں اور پھر اُس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہے تو کیا اُن میں دوستی ہو سکتی ہے!

دِل میں کشمکش ضرُور پائے جائے گی۔ مذہبی تجربات میں جذبات مختلف ہو سکتے ہیں۔ بعض لوگ جذبات کو روکے رکھتے ہیں جبکہ دیگر اُن کو ظاہر ہونے دیتے ہیں، تاہم دونوں قسموں کے لوگوں میں احساسات ضرور پائے جاتے ہیں۔

جب چرچل نے جنگ کے دوران اہلِ برطانیہ کے سامنے اپنی شاہکار تقریریں کیں تو وہ نہ صرف منطقی تھیں بلکہ سامعین کے احساسات کو بھی جھنجھوڑتی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ مَیں نے گلاسگو میں اُس کی تقریر سُنی تھی۔ اُس نے نہ صرف میرے ذہن کو گدگدایا بلکہ مجھے ایسا محسُوس ہُوا گویا کہ مَیں کھڑا نعرے لگا رہا تھا اور جھنڈا لہرا رہا ہُوں۔ جب آپ اپنے نجات دینے والے مسیح یسوع کی محبّت

کے اَسیر ہوتے ہیں تو آپ کے جذبات کو یقیناً تحریک ملے گی۔

تیسرا عنصر "ارادہ" ہے اَور یہ سب سے اہم ہے۔ اِن کی مثال تین چھوٹے آدمیوں کی سی ہے ۔ایک کا نام "ذہن" ہے دُوسرے کا "جذبات" اَور تیسرے کا "ارادہ"۔ ذہن کہتا ہے کہ خوشخبری منطقی اور معقول ہے۔ جذبات، ارادہ پر دباؤ ڈالتا ہے اور کہتا ہے "مَیں مسیح کے لئے محبّت محسُوس کرتا ہوں" یا "مَیں عدالت سے خوفزدہ ہُوں"۔ پھر درمیانی آدمی جو "ارادہ" کہلاتا ہے ریفری ہے۔ وُہ اپنے ہاتھوں پر ٹھوڑی رکھے سوچتا ہے اور کسی نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ درحقیقت، یہ ارادہ ہی ہے جو آخری فیصلہ کرتا ہے ۔یہ ممکن ہے کہ ایک شخص ذہنی طور پر قائل اور احساسِ جذبات بھی رکھتا ہو اَور اس کے باوُجود منجیٔ جہان کو قبول نہ کرے۔ ایمان جامد نہیں بلکہ متحرک ہے۔ "ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے" (یعقوب ۲:۲۰)۔

چند سال گزرے میں نے سُنا کہ ایک شخص آبشارِ نیاگرا کے اُوپر رسّہ باندھ کر اُس پر ایک پہیئے کی گاڑی کے ساتھ چلتا تھا۔ ہزاروں لوگ اُسے آر پار آتا جاتا دیکھ کر تحسین و آفرین کہتے تھے۔ وُہ اُس ایک پہیئے کی گاڑی میں دُوسو پَونڈ مٹی ڈال کر دُوسرے کنارے لے جاتا اور واپس لے آتا تھا۔ پھر اُس نے مجمع سے کہا "آپ میں سے کتنے لوگوں کو یقین ہے کہ مَیں ایک آدمی کو اپنے ساتھ دُوسرے کنارے پر لے جا سکتا ہُوں؟ ہر ایک نے ہاتھ اُٹھا کر اپنے یقین کا اظہار کیا لیکن پہلی قطار میں کھڑا ہُوا ایک شخص اپنے یقین کا قدرے زیادہ ہی جوش سے اظہار کر رہا تھا۔ چنانچہ اُس آدمی نے اُس کی طرف اشارہ کر کے کہا "اچھّا! اب آپ میرے ساتھ چلیں"۔ یہ سُنتے ہی اُس آدمی کا رنگ اُڑ گیا۔ درحقیقت اُسے اِس بات کا کامل یقین نہیں تھا۔ بے شک، وُہ کہتا تھا کہ اُسے یقین ہے لیکن

ایک پہیئے کی گاڑی میں بیٹھنے کو تیار نہیں تھا۔

حضورِ المسیح پر ایمان کے سلسلہ میں بھی یہی مُعاملہ ہے۔ مُتعدد لوگ کہتے ہیں کہ وُہ آپ پر ایمان رکھتے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں کہ وُہ آپ کی پیروی کرتے ہیں، لیکن وُہ گاڑی میں بیٹھنے کو تیار نہیں ہوتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُنہوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو پُورے طور پر یعنی سو فیصد مسیح کے سپُرد نہیں کیا ہوتا۔ کُچھ لوگ ایسے ہیں جو یہ پُوچھتے ہیں کہ "اِس سلسلہ میں کتنے ایمان کی ضرورت ہے؟" مسیح خُداوند نے فرمایا "رائی کے دانے کے برابر ایمان"۔

بعض یہ پُوچھتے ہیں کہ "کس قسم کا ایمان؟" یہاں کسی خاص ایمان کا سوال نہیں ہے۔ درحقیقت ایمان تو ایک ہی ہے۔ اصل سُوال مرکز کا ہے۔ آپ کا ایمان کس پر مرکوز ہے؟ یہ ضروری ہے کہ آپ کا ایمان مسیح پر مرکُوز ہو۔ رسومات پر ایمان، قربانیوں پر ایمان، اخلاقیات پر ایمان یہاں تک کہ اپنے آپ پر بھی ایمان نہیں بلکہ صرف مسیح پر۔

بائبل مقدّس کی تعلیم یہ ہے کہ ایمان اپنا اظہار تین ۳ طرح سے کرتا ہے۔ پہلا، تعلیم میں یعنی آپ کیا اعتقاد رکھتے ہیں۔ دُوسرا، عبادت میں یعنی آپ کی خُدا اور کلیسیاء کے ساتھ رفاقت و شراکت ہے یا نہیں۔ تیسرا، اخلاقیات میں یعنی آپ کس قسم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔

نجات کے لئے حضُورِ المسیح پر ایمان لانے کے بعد ایمان ختم نہیں ہو جاتا۔ ایمان جاری رہتا اور ترقی کرتا رہتا ہے۔ ممکن ہے کہ شرُوع میں ایمان کمزور ہو لیکن جب آپ بائبل کی تلاوت شرُوع کریں گے، دُعا مانگیں گے، کلیسیائی عبادتوں میں شریک ہوں گے اور اپنی مسیحی زندگی میں خُدا کی وفاداری کا تجربہ کریں گے تو وُہ روز بروز مضبُوط ہوتا جائے گا۔ اپنے گناہوں سے توبہ کرنے

اور مسیح کو ایمان کے ساتھ قبول کرنے کے بعد، ضروری ہے کہ آپ اپنے خداوند پر اعتماد کریں کہ وہ آپ کو قائم رکھے گا، قوت دے گا اور گناہ اور شیطان پر غالب آنے کے قابل بنائے گا۔ آپ زیادہ سے زیادہ سیکھتے جائیں گے کہ اپنی ہر ضرورت اور حالات اور آزمائشوں پر غالب آنے کے لئے مسیح پر کیسے بھروسہ کیا جاتا ہے۔ آپ پولس رسول کی مانند یہ کہنا سیکھ جائیں گے کہ "میں مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا ہوں اور اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے اور میں جو اب جسم میں زندگی گذارتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذارتا ہوں، جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا" (گلتیوں ۲: ۲۰)۔

جب آپ خداوند مسیح یسوع پر ایسا ایمان رکھیں جس کا نتیجہ نجات ہے تو آپ نے خدا کے ساتھ صلح رکھنے کے لئے مزید ایک قدم اٹھایا ہے۔

چھٹا باب

نئی پیدائش

"جب تک کوئی نئے سرے سے پیدا نہ ہو وہ خدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا" (یوحنا ۳:۳)۔

اگر میں آپ کے گھر آکر آپ سے دوستانہ اور ہمدردانہ طریقے سے بات چیت کروں تو ممکن ہے کہ آپ اقرار کریں کہ "میں بڑا پریشان ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ میں نے خدا کی شریعت کی عدولی کی ہے۔ میں اُس کے احکام کے خلاف زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ میں خدا کے بغیر زندگی گذار سکتا ہوں۔ میں نے خود ساختہ اصولوں پر چلنے کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ جو تلخ اسباق میں نے سیکھے ہیں، وہ مجھے دکھوں اور دردناک تجربوں سے حاصل ہوئے ہیں۔ میں نئی پیدائش حاصل کرنے کے لئے کیا کروں! میں نئے سرے سے زندگی بسر کرنے کے قابل کیسے بن سکتا ہوں!"

اگر یہ الفاظ آپ کے دل میں گردش کر رہے ہیں، اگر یہ آپ کے خیالات کی بازگشت ہے تو میں آپ کو ایک بڑی خوشی کی خبر سُنانا چاہتا ہوں۔

خداوند یسوع کا فرمان ہے کہ آپ نئے سرے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ آپ اپنی زندگی کا نیا آغاز جس کے آپ خواہشمند ہیں کر سکتے ہیں۔ آپ اپنی نفرت انگیز اور گناہ آلودہ خودی کو ترک کر کے نیا انسان بن سکتے ہیں، ایسا انسان جو پاک و

صاف اور مطمئن ہے اور جس کے گناہ دھوئے جا چکے ہیں۔
خواہ آپ کا ماضی کتنا ہی گندہ اور گھنونا کیوں نہ ہو، آپ کی موجودہ زندگی کتنی ہی ٹیڑھی اور بیہودہ کیوں نہ ہو، آپ کا مستقبل کتنا ہی مایوس کُن کیوں نہ نظر آئے پھر بھی اِس سے نکلنے کا ایک یقینی، محفوظ اور ابدی راستہ ہے، لیکن راستہ صِرف ایک ہی ہے۔ آپ کو اسی کو منتخب کرنا ہوگا۔ آپ کے چلنے کے لئے صرف یہی ایک راستہ ہے اور یہ اُس راستہ سے مختلف ہے جس پر آپ اپنی گذشتہ زندگی میں چلتے رہے اور جو بے اجر اور لاحاصل تھا۔
آپ، اپنے آپ میں اور اپنی زندگی میں پریشان حال، غیر مطمئن، خوف زدہ، غمگین اور مایوس رہ سکتے ہیں یا پھر آپ ابھی اور اِسی وقت فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ نئے سرے سے پیدا ہونا چاہتے ہیں۔ آپ ابھی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ اپنے گناہ آلودہ ماضی کو ترک کر کے ایک نئی اور درست ابتدا کر سکتے ہیں۔ آپ اِسی وقت فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آپ وُہ شخص بننا چاہتے ہیں جس کا وعدہ مسیح نے کیا ہے۔
دُوسرا منطقی سوال جو آپ پُوچھ سکتے ہیں یہ ہے کہ "مَیں اِس نئی پیدائش کو کیسے حاصِل کر سکتا ہُوں؟ مَیں نئے سرے سے کیسے پیدا ہو سکتا ہُوں؟ مَیں نئی زِندگی کیسے شرُوع کر سکتا ہُوں؟"
تقریباً دو ہزار سال گُذرے، ایک رات عالِم شرع نیکدیمس نے بھی یہی سوال خُداوند یسُوع سے پُوچھا تھا۔ نئے سِرے سے پیدا ہونے کا مطلب، نئی ابتداء کرنے، زِندگی کا نیا ورق پلٹنے یا اپنی زندگی کی اصلاح کرنے سے کہیں زیادہ ہے۔
جیسے کہ ہم پہلے دیکھ چُکے ہیں، بائبل مُقدّس سکھاتی ہے کہ پہلی مرتبہ آپ اِس دُنیا میں جسمانی طور پر پیدا ہوئے لیکن آپ کی رُوحانی فِطرت گناہ میں پیدا ہوئی۔ بائبل مقدّس اعلان کرتی ہے کہ آپ "اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے" (افسیوں ۲:۱)۔

وُہ یہ بھی بتاتی ہے کہ آپ کی مُردہ اور گناہ آلودہ فطرت میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو زندگی پیدا کر سکے ۔ گناہ میں مُردہ ہونے کے باعث آپ راستبازی کی زندگی بسر نہیں کر سکتے ۔ متعدد لوگ نئی پیدائش کے بغیر نیک، پاک اور راستبازی کی زندگی بسر کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ناکام رہتے ہیں ۔ لاش زندگی پیدا نہیں کر سکتی ۔ بائبل مقدس میں مرقوم ہے کہ "گناہ جب بڑھ چکا تو موت پیدا کرتا ہے" (یعقوب ۱: ۱۵) ۔ ہم سب روحانی طور پر مُردہ ہیں ۔

آپ کی پرانی فطرت خُدا کی خدمت نہیں کر سکتی ۔ بائبل فرماتی ہے کہ "نفسانی آدمی خُدا کے رُوح کی باتیں قبول نہیں کرتا . . . اور نہ وُہ انہیں سمجھ سکتا ہے" (۱۔ کرنتھیوں ۲: ۱۴) ۔ ہم اپنی فطری حالت میں سچ مچ خُدا کے دُشمن ہیں ۔

ہم خُدا کی شریعت کے تابع نہیں ہیں اور درحقیقت رومیوں ۸: ۷ کے مطابق ہم ہو بھی نہیں سکتے ۔

ہماری پُرانی طبیعت قطعی ناکارہ ہے ۔ "تلوے سے لے کر چاندی تک اس میں کہیں صحت نہیں ۔ فقط زخم اور چوٹ اور سڑے ہوئے گھاؤ ہی ہیں" (یسعیاہ ۱: ۶) ۔ انسان کا دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز اور لاعلاج ہے ۔ یہ اپنی حیلہ بازی کے باعث بگڑا ہوا ہے ۔

ہماری پرانی فطرت خودغرض فطرت ہے ۔ اس کی اصلاح نہیں کی جا سکتی ۔ اور جب ہم نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں تو ہم پرانی انسانیت کو اُتار دیتے ہیں ۔ ہم اُس کی مرمّت نہیں کرتے ۔ پُرانی فطرت کو مصلوب کرنا ہے نہ کہ نیا بنانا ۔ خُداوند یسوع نے فرمایا کہ پیالہ اور رکابی باہر سے دھونے سے صاف نہیں ہوتے ۔ وہ پہلے کی طرح گندے ہی رہتے ہیں ۔

بائبل سکھاتی ہے کہ جب تک ہمیں نئی پیدائش کا تجربہ نہیں ہوتا ہم

آسمان کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ خُداوند یسوع نے اِس پر اَور بھی زیادہ زور دیا ہے۔ آپ نے فرمایا "تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے" (یوحنا ۳: ۷)۔ یہاں اپنی مرضی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وُہ جو خُدا کی بادشاہی میں داخل ہونا چاہتا ہے، ضرور ہے کہ نئے سرے سے پیدا ہو۔

نجات، اپنی اصلی فطرت کی اصلاح کرنے کا نام نہیں ہے۔ یہ انسان میں خُدا کا راستبازی اور حقیقی پاکیزگی میں نئی فطرت کو پیدا کرنا ہے۔ نوزادگی، فطرت یا دِل کو تبدیل کرنا نہیں ہے۔ یہ نئے سرے سے پیدا ہونا یعنی سرے سے ہی نئی پیدائش ہے۔ یہ دُوسرا جنم ہے۔ "تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے"۔

خُدا ہماری پُرانی فطرت کی کسی بات کو قبول نہیں کرے گا۔ اُس میں قطعی صحت نہیں ہے۔ پُرانی فطرت اِتنی کمزور ہے کہ وُہ حضور المسیح کی پیروی نہیں کر سکتی۔ پولُس رسول کہتا ہے "جسم رُوح کے خلاف خواہش کرتا ہے اَور رُوح جسم کے خلاف اور یہ ایک دُوسرے کے مُخالف ہیں تاکہ جو تُم چاہتے ہو وُہ نہ کرو" (گلتیوں ۵: ۱۷)۔ مطلب یہ ہے کہ جو جسم میں زندگی گذارتے ہیں وُہ خُدا کی خدمت نہیں کر سکتے۔ خُداوند یسوع مسیح نے سوال کیا "کیا چشمہ کے ایک ہی مُنہ سے میٹھا اُور کھاری پانی نکلتا ہے؟ ... کیا انجیر کے درخت میں زیتون اور انگور میں انجیر پیدا ہو سکتے ہیں؟" (یعقوب ۳: ۱۱-۱۲)

رومیوں کے نام خط میں پُرانی انسانیت کو یُوں بیان کیا گیا ہے کہ "اُن کا گلا کھُلی ہوئی قبر ہے۔ اُنہوں نے اپنی زبانوں سے فریب دیا۔ اُن کے ہونٹوں میں سانپوں کا زہر ہے۔ اُن کا مُنہ لعنت اور کڑواہٹ سے بھرا ہے۔ اُن کے قدم خُون بہانے کے لئے تیز رو ہیں۔ اُن کی راہوں میں تباہی اور بدحالی ہے ... اُن کی آنکھوں

ہیں خدا کا خوف نہیں" (رومیوں ۳: ۱۳-۱۸)۔

آپ ایسے گلوں، زبانوں، ہونٹوں، مُنہ، قدم اور آنکھوں کی اصلاح کیسے کر سکتے ہیں؟ یہ ناممکن ہے۔ خداوند یسوع نے یہ جانتے ہوئے کہ اُن کو بدلنا یا اُن کی اصلاح کرنا ناممکن ہے یہ کہا کہ تمہیں پورے طور پر نئے سرے سے پیدا ہونے کی ضرورت ہے "تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے ... جو جسم سے پیدا ہوا جسم ہے"۔ بائبل مُقدس میں ایک دُوسرے مقام پر مرقوم ہے کہ "حبشی اپنے چمڑے کو یا چیتا اپنے داغوں کو بدل سکے تو تم بھی جو بدی کے عادی ہو نیکی کر سکو گے" (یرمیاہ ۱۳: ۲۳)۔ پھر رومیوں کے خط میں لکھا ہے کہ "میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں" (رومیوں ۷: ۱۸)۔

پھر بائبل یہ بھی کہتی ہے کہ "پاکیزگی کے طالب رہو جس کے بغیر کوئی خداوند کو نہ دیکھے گا" (عبرانیوں ۱۲: ۱۴)۔

نئی پیدائش سے جو زندگی ملتی ہے اُسے قدرتی نشوونما یا ذاتی مساعی سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ انسان میں فطری طور پر وہ پاکیزگی نہیں ہے جس کا بہشت میں داخل ہونے کے لئے خدا تقاضا کرتا ہے۔ صرف نئی پیدائش ہی سے اس قسم کی زندگی کی ابتدا ہوتی ہے۔ خدا کی زندگی بسر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم میں خدا کی فطرت بھی ہو۔

نئی زندگی پانے کی مثال سِکّے کی طرح ہے۔ سِکّے کے دو رُخ ہوتے ہیں۔ نئی زندگی پانے والے میں بھی دو فطرتیں ہوتی ہیں - ایک الٰہی اور دُوسری انسانی۔ ہم نے انسانی فطرت کے بارے میں دیکھا ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئیے - اب ہم یہ دیکھیں گے کہ خدا کیا کرتا ہے۔

نئے سِرے سے پیدا ہونا قطعی رُوح القُدس کا کام ہے۔ آپ اِس نئی

پیدائش کو حاصل کرنے کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ بائبل فرماتی ہے کہ "جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُنہیں خدا کے فرزند بننے کا حق بخشا یعنی اُنہیں جو اُسکے نام پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادہ سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے" (یوحنا ۱: ۱۲-۱۳)۔ بالفاظِ دیگر آپ خون سے پیدا نہیں ہو سکتے یعنی آپ نئی پیدائش کو بطور وراثت حاصل نہیں کر سکتے۔

آپ مسیحیت کے وارث نہیں بن سکتے۔ ممکن ہے کہ کسی کے والدین مسیحی ہوں، لیکن یہ ضروری نہیں کہ اُن کی اولاد بھی مسیحی ہو۔ آپ کسی گیراج میں پیدا ہو سکتے ہیں لیکن اِس سے آپ کار یا گاڑی نہیں بن جاتے۔

خدا کا کلام کہتا ہے کہ آپ جسم کی خواہش سے بھی پیدا نہیں ہو سکتے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ اِس کے بارے میں خود کچھ نہیں کر سکتے۔ آپ مُردہ ہیں۔ ایک مُردہ شخص میں زندگی نہیں ہوتی کہ وہ کوئی کام کر سکے۔

اور نہ آپ انسان کے ارادہ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ نئی پیدائش انسانی طور طریقوں یا منصوبوں سے پیدا نہیں کی جا سکتی۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب وہ کلیسیا کے رُکن بنتے یا کسی پاک رسم میں شامل ہوتے ہیں تو خود بخود مسیحی بن جاتے ہیں۔ یہ سب کام اچھے تو ہیں لیکن یہ نئی پیدائش کا سبب نہیں ہیں۔

نیکدیمس یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ دوبارہ کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ اُس نے حیرانی سے دو مرتبہ پوچھا کہ "کیسے"؟

اگرچہ نئی پیدائش پُراسرار نظر آتی ہے لیکن اِس کی وجہ سے اِسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ہم بجلی کو نہیں سمجھتے، لیکن جانتے ہیں کہ اُس سے گھروں میں روشنی ہوتی ہے اور ریڈیو، ٹیلی وژن اور کارخانے وغیرہ چلتے ہیں۔ ہم نہیں جانتے ہیں کہ بھیڑوں کی اُون یا پرندوں کے پر کیسے اُگتے ہیں لیکن ایسا ہونا حقیقت ہے۔

ہم بہتیرے بھیدوں کو نہیں سمجھتے، لیکن ہم ایمان سے یہ جانتے ہیں کہ جُونہی ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور ایمان کے وسیلہ سے منجئ عاصیاں خُداوند مسیح کی طرف پھرتے ہیں تو ہم نئے سرے سے پیدا ہو جاتے ہیں۔

نئی پیدائش، انسانی رُوح میں الٰہی زندگی کا داخل ہونا ہے۔ یہ انسانی زندگی میں الٰہی فطرت کی پیوند کاری ہے جس سے ہم خُدا کے فرزند بن جاتے ہیں۔ ہم میں خُدا کا سانس آجاتا ہے۔ خُداوند مسیح، پاک رُوح کی وساطت سے ہمارے دلوں میں سکونت کرنے لگتے ہیں۔ ہم ہمیشہ کے لئے خُدا کے ساتھ مُنسلک ہو جاتے ہیں۔ اِس کا مطلب یہ ہُوا کہ اگر آپ کی نئی پیدائش ہُوئی ہے تو جب تک خُدا رہے گا آپ بھی رہیں گے کیونکہ اب آپ اُس کی زندگی میں شریک ہو گئے ہیں۔

جب آپ نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں تو مُتعدد نتائج ظاہر ہوتے ہیں:

پہلا، اِس سے آپ کے شعُور اور سمجھ میں وُسعت پیدا ہوتی ہے۔ بائبل کا فرمان ہے کہ "جس نے فرمایا کہ تاریکی میں سے نُور چمکے اُور وُہی ہمارے دلوں میں چمکا تاکہ خُدا کے جلال کی پہچان کا نُور یسُوع مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہو" (۲-کرنتھیوں ۴:۶)۔ پھر بائبل میں یہ مرقوم ہے کہ "تمہارے دل کی آنکھیں روشن ہو جائیں" (افسیوں ۱:۱۸)۔ وُہ باتیں جن کو آپ پہلے بیوقوفی سمجھ کر اُن کا تمسخر اُڑاتے تھے، اب بذریعہ ایمان قبول کرتے ہیں۔ آپ کے سوچ بچار کے تمام طور طریقے بدل جاتے ہیں۔ اب خُدا آپ کے فہم و اِدراک کا محور بن جاتا ہے اور خود بینی جاتی رہتی ہے۔

دُوسرا، آپ کے دل میں انقلاب آجاتا ہے۔ بائبل میں مرقوم ہے "میں تم کو نیا دل بخشونگا اور نئی رُوح تمہارے باطن میں ڈالُوں گا اور تمہارے جسم میں سے سنگین دل کو نکال ڈالونگا اُور گوشتین دل تم کو عنایت کرُونگا" (حزقی ایل ۳۶:۲۶)۔

آپ کے جذبات میں بُنیادی تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ آپ کی نئی فطرت خُدا اور

اُس سے متعلقہ تمام امُور سے محبّت کرنے لگتی ہے، آپ، زندگی کی اعلےٰ اقدار سے پیار کرنے لگتے اَور نکمّی اَور پست باتوں کو ردّ کر دیتے ہیں۔آپ اپنے اِردگرد کے سماجی مسائل میں بھی فوراً دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ آپ کا دِل اُن لوگوں کے لئے جو غریب و مِسکین ہیں محبّت سے بھر جاتا ہے۔

تیسرا، آپ کے ارادہ میں زبردست تبدیلی آجاتی ہے۔اب آپ کے عزائم مُختلف ہوتے ہیں۔آپ کی نیّت بھی تبدیل ہوجاتی ہے۔ بائبل فرماتی ہے "اب خُدا اطمینان کا چشمہ ... تم کو ہر نیک بات میں کامل کرے تاکہ تمُ اُس کی مرضی پُوری کرو اور جو کُچھ اُس کے نزدیک پسندیدہ ہے یسوعؔ مسیح کے وسیلے سے ہم میں پیدا کرے"

(عبرانیوں ۱۳: ۲۰-۲۱)۔

یہ نئی فِطرت جو آپ کو خُدا سے مِلتی ہے خُدا کی مرضی کے تابع ہو جاتی ہے۔اب آپ صرف اُس کی مرضی پُوری کرنا چاہتے ہیں۔ آپ مُکمّل اور قطعی طور پر اپنے آپ کو اُس کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ آپ میں نئے عزائم، نئے رجحانات، نئی رغبتیں، زندگی کے نئے اصُول اور نئی پسند آجاتی ہے۔ آپ خُدا کے جلال کا باعث بننے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔آپ دُوسرے مسیحیوں سے رفاقت رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ بائبل مُقدّس سے پیار کرتے ہیں۔ آپ دُعا میں خُدا کے ساتھ وقت صَرف کرنے میں مُسرّت محسُوس کرتے ہیں۔آپ کے تمام رجحانات بدل جاتے ہیں۔ اِس سے پیشتر آپ کی زندگی میں بے اعتقادی اور گناہ کی جڑ اور بُنیاد پائی جاتی تھی اور آپ خُدا کو شک وشبُہ کی نظر سے بھی دیکھتے تھے، لیکن اب آپ اُس پر ایمان رکھتے اور اُس کے کلام کا یقین کرتے ہیں۔

ایک وقت تھا جب تکبرّ آپ کی زندگی کا مرکز تھا۔ اُس وقت آپ کے دِل میں صرف اپنے مُتعلق، اپنے اِختیار، اپنی خواہشات اَور اپنے مقاصِد کے بارے

میں خیالات بسے ہوئے تھے لیکن اب وہ تبدیل ہونے شروع ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کبھی آپ کی زندگی میں نفرت بھی پائی جاتی ہو۔ دوسروں کے لئے آپ کا دل حسد، رنج اور عداوت سے بھرا ہو، یہ بھی سب بدل جائیں گے۔

ایک وقت تھا جب آپ بڑی آسانی سے جھوٹ بول سکتے تھے۔ آپ کے خیالات، الفاظ اور کاموں میں جھوٹ اور ریاکاریاں پائی جاتی تھیں۔ اب یہ سب بدل گئے ہیں۔ ایک وقت تھا جب آپ جسمانی خواہشات میں پھنسے ہوئے تھے۔ اب وہ بھی بدل گئی ہیں۔ اب آپ نئے سرے سے پیدا ہو چکے ہیں۔ ممکن ہے کہ آپ ان میں سے کسی پھندے میں جو شیطان آپ کے لئے لگاتا ہے پھنس جائیں لیکن آپ کو فوراً اُس کا افسوس ہوگا، آپ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے اور معافی مانگیں گے کیونکہ آپ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اب آپ کی فطرت بدل چکی ہے۔

جب تک انسان کی فطرت نہ بدلے اُس کی عادات وخصوصیات نہیں بدل سکتیں۔ مثلاً آپ ایک گینڈے کو لیں۔ آپ اُسے خوب نہلا دُھلا کر صاف ستھرے کمرے میں رکھیں لیکن جونہی اُسے پانی اور کیچڑ نظر آئے گا وہ اُس میں جا کر لیٹ جائے گا۔ کیوں؟ اِس لئے کہ وہ باطنی طور پر گینڈا ہے۔ اِس کے برعکس آپ ایک بھیڑ کے بچے کو لیں اور اُسے چھوڑ دیں۔ وہ کیچڑ سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ کیوں؟ اِس لئے کہ اُس کی فطرت بھیڑ کی ہے۔

آپ کسی آدمی کو اچھا اور صاف لباس پہنا کر عبادت میں پہلی قطار میں بٹھا دیں، وہ نیک و پارسا نظر آنے لگے گا۔ ممکن ہے تھوڑی دیر کے لئے اُس کے بہترین دوست بھی اُس سے دھوکا کھا جائیں۔ لیکن جب وہ اپنے گھر یا اپنے کام پر واپس جائے گا تو اُس کی اصل فطرت پھر ظاہر ہونے لگے گی، اِس لئے کہ اُس کی فطرت نہیں بدلی۔ وہ نئے سرے سے پیدا نہیں ہوا ہے۔

جُونہی آپ کو نئی پیدائش حاصل ہوتی ہے، جُونہی آپ نئے سِرے سے پیدا ہوتے ہیں، جُونہی آپ کو نئی فطرت مِلتی ہے، آپ خُدا کی نظر میں راستباز ٹھہرتے ہیں۔ راستباز ٹھہرانا خُدا کا فضل ہے۔ اِس سے خُدا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایک گنہگار شخص اُس کی نظر میں کامِل ہے۔ گو وُہ ہنوز گنہگار ہوتا ہے، خُدا اُسے اپنے روبرو ایسے پیش کرتا ہے گویا کہ اُس سے کبھی گُناہ سرزد ہی نہیں ہُوا۔

پولُس رسُول رقمطراز ہے "خُدا کے برگزیدوں پر کون نالش کرے گا؟ خُدا وُہ ہے جو اُن کو راستباز ٹھہراتا ہے ..." (انجیلِ جلیل رومیوں ۸: ۳۳)۔ آپ کے گُناہ مُعاف ہو چکے ہیں۔ خُدا نے اُنہیں سمُندر کی گہرائیوں میں دفن کر دیا ہے اور اُنہیں کلیتہً فراموش کر چکا ہے۔ ہر گناہ مُکمّل طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔ پہلے آپ خُدا کے سامنے مقرُوض کی صُورت میں کھڑے ہوتے ہیں، لیکن خُدا آپ کا قرض مُعاف کر دیتا ہے اور آپ کا خُدا سے میل ہو جاتا ہے۔ اِس سے پیشتر آپ خُدا کے دُشمن تھے۔ بائبل کا فرمان ہے "سب چیزیں خُدا کی طرف سے ہیں جِس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل ملاپ کر لیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپُرد کی" (انجیل مقدس ۲-کرنتھیوں ۵: ۱۸)۔

لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اب آپ خُدا کے خاندان میں شامل ہو گئے ہیں۔ اب آپ خُدا کے فرزند ہیں۔ "اُس نے اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرر کیا کہ یسوع مسیح کے وسیلہ سے اُس کے لے پالک بیٹے ہوں" (افسیوں ۱: ۵)۔ اب آپ آسمان کے شاہی خاندان کے فرد ہیں۔ آپ کی رگوں میں شاہی خون ہے۔ آپ بادشاہ کے بیٹے ہیں۔ اب آپ کی آنکھوں میں نئی چمک ہے۔ آپ کے چلنے کا انداز نیا ہے اور آپ کے چہرے پر مُسکراہٹ ہے، یہاں تک کہ آپ کے دوست واحباب بھی آپ کی زندگی میں اِس تبدیلی کو دیکھتے ہیں۔ اب آپ

نئے سرے سے پیدا ہو چکے ہیں۔

جب آپ نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں تو آپ میں چند ایک تبدیلیاں آ جاتی ہیں۔

پہلی، گناہ کے بارے میں آپ کا رویّہ بدل جاتا ہے۔ جس طرح خُدا گناہ سے نفرت کرتا ہے آپ بھی کرنے لگتے ہیں۔ آپ اُس کا مقابلہ کرتے اور اُس سے نفرت کرتے ہیں۔

دُوسری، اب آپ خُدا کی تابع فرمانی کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں۔ اِس سے آپ جان جاتے ہیں کہ آپ نئے سرے سے پیدا ہُوئے ہیں "اگر ہم اُس کے حُکموں پر عمل کریں گے تو اِس سے ہمیں معلوم ہوگا کہ ہم اُسے جان گئے ہیں" (۱-یوحنّا ۲: ۳)۔

تیسری، آپ دنیاوی باتوں سے الگ ہو جائیں گے۔ بائبل فرماتی ہے "نہ دُنیا سے محبّت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں۔ جو کوئی دُنیا سے محبّت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبّت نہیں" (۱-یوحنّا ۲: ۱۵)۔

چوتھی، آپ کے دِل میں دوسرے لوگوں کے لئے نئی محبّت آ جائے گی۔ پاک کلام میں لِکھا ہے "ہم جانتے ہیں کہ موت سے نکل کر زندگی میں داخل ہو گئے کیونکہ ہم بھائیوں سے محبّت رکھتے ہیں" (۱-یُوحنّا ۳: ۱۴)۔

پانچویں، آپ گناہ سے لپٹے نہیں رہیں گے۔ بائبل فرماتی ہے "ہم جانتے ہیں کہ جو کوئی خُدا سے پیدا ہُوا ہے وُہ گناہ نہیں کرتا..." (۱-یُوحنّا ۵: ۱۸)۔ مطلب یہ ہے کہ نوزاد گناہ آلودہ کاموں میں پہلے کی طرح مشغول نہیں رہتا۔

مُختصراً، نئی پیدائش کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص مسیح خُداوند کو پُورے دِل سے قبول کر لیتا ہے تو اُس کے گذشتہ تمام گناہ مُعاف ہو جاتے ہیں اور آئندہ وُہ حتیٰ المقدُور گناہ سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، اور اگر اُس سے

گناہ سرزد ہوجائے تو وہ فوراً اُس سے توبہ کرتا اور معافی کا خواستگار ہوتا ہے اور آئندہ اُس گناہ کو نہ کرنے کا عہد کرتا ہے۔ پہلے وہ گناہ کو پیار کرتا تھا مگر اب اُس میں نئی یا الٰہی فطرت آجاتی ہے اور وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے۔